اللہ کے کرم سے فیضِ شہ امم سے | Nepal Urdu Times | ہیں خوب تیرے چرچے نیپال اردو ٹائمز | nepalurdutimes | تیرے لیے دعا یہ رمضان کر رہا ہے | nepalurdutimes | Nepal Urdu Times | تا حشر یوں ہی چمکے نیپال اردو ٹائمز | www.nepalurdutimes.com

بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز

Weekly The NEPAL URDU TIMES

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی
weeklynepalurtutimes@gamil.com
10 صفحات
11 ستمبر 2025/18 ربیع الاول 1447/26 گتے بھادوں 2082

کاٹھمانڈو میں کرفیو نافذ، شہر سنسان، اسکول اور ٹرانسپورٹ بند

ابوامجد

نیپال کے دارالحکومت کاٹھمنڈو میں حکومت کے خلاف نوجوانوں (جی این جی) کے احتجاجات کے بعد سخت کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اسکول، کالج، دفاتر اور عوامی آمدورفت کے تمام ذرائع مکمل طور پر بند ہیں۔

اس سلسلے میں مفتی محمد حبیب القادری صمدی سے بات ہوئی انہوں نے کہا:

"احتجاج کی ابتدا حکومت کی جانب سے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز (فیسبک میسنجر، یوٹیوب، واٹس ایپ، انسٹا گرام اور دیگر پلیٹ فارمز) پر پابندی کے اعلان کے بعد ہوئی تھی، لیکن عوامی غصہ بدعنوانی (کرپشن)، حکومتی نااہلی اور اقتصادی مشکلات کے خلاف بڑھتا گیا۔ مظاہرین نے وزیراعظم اور دیگر اہم حکومتی عمارتوں کے سامنے احتجاج کیا، جس کے دوران پولیس کی فائرنگ میں ۱۹ افراد ہلاک (ایک رپورٹ کے مطابق اب تک ۳۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں) اور ہزاروں سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ حکومت کے فوری اقدام کے طور پر وزیراعظم کے پی شرما اولی سمیت کئی وزراء نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ آرمی نے شہر میں اضافی گشت اور کرفیو نافذ کر کے حالات کو قابو میں کرنے کی کوشش کی ہے۔ عبوری حکومت کے قیام کے لیے سابق چیف جسٹس سشیلا کارکی کو عبوری وزیراعظم کے طور پر منتخب کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے، جسے انہوں نے قبول بھی کر لیا ہے۔ فی الحال کاٹھمنڈو کی سڑکیں سنسان ہیں، عوامی ٹرانسپورٹ بند ہے اور شہری زندگی شدید متاثر ہے۔ بین الاقوامی پروازیں جزوی طور پر بحال ہیں، تاہم کچھ پروازیں ابھی بھی منسوخ یا ملتوی ہیں۔"

نیپال کے شہری اور بین الاقوامی مشاہدین اس احتجاج کو ملک کی سیاسی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل کے طور پر دیکھ رہے ہیں، جس میں نوجوانوں نے بدعنوانی اور حکومتی نااہلی کے خلاف اپنی آواز بلند کی ہے۔

نیز ملک میں اس احتجاج سے جہاں مستقبل کے لئے کرپشن وغیرہ سے کچھ فائدہ دکھ رہا ہے، وہیں اس احتجاج میں شامل چند گھس پیٹیوں نے ملک کو جلا کر راکھ کر دیا ہے، اور تقریبا بیسوں سال پیچھے کر دیا ہے، جو کہ سراپا نقصان ہی نقصان ہے۔

سرکاری املاک و دفاتر، عدالت، پارلیمنٹ اور بینکوں کو نذر آتش کرنا ملک کو ہمالیہ کی بلندی سے کھائی میں ڈبونے کے مترادف ہے۔

ابوامجد امجدی، مہوتری

نیپال فوج نے جمعرات سے ملک بھر میں کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کیا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

دارالحکومت کاٹھمانڈو میں 10 ستمبر کو سوشل میڈیا پر پابندی کے بعد شروع ہونے والے مظاہروں کی آگ میں پورا ملک جل رہا ہے۔ نیپالی فوج نے بدامنی کے پیش نظر جمعرات سے ملک بھر میں کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ دی ہمالین پوسٹ اخبار کی رپورٹ کے مطابق نیپال کے ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز اینڈ انفارمیشن نے بدھ کو اس سلسلے میں ایک بیان جاری کیا۔ بیان میں فوج نے کہا کہ امتناعی احکامات آج نافذ کر دیئے گئے ہیں جو شام 5 بجے تک نافذ رہیں گے۔ اگلے دن جمعرات کی صبح 6 بجے سے ملک بھر میں کرفیو نافذ کر دیا جائے گا۔ فوج کا کہنا تھا کہ مزید فیصلے سیکیورٹی صورتحال کو مدنظر رکھ کر کیے جائیں گے۔ فوج نے امن وامان برقرار رکھنے میں اب تک کے تعاون پر شہریوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ مظاہرے کے دوران جانی ومالی نقصان پر بھی دکھ کا اظہار کیا گیا ہے۔ احتجاج کے دوران فوج اور مظاہرین میں جھڑپوں میں 19 افراد ہلاک ہونے کے علاوہ سیکڑوں زخمی ہوئے، سوشل میڈیا پر پابندی نے نیپال بھر میں بڑے پیمانے پر احتجاج کو بھڑکایا۔ مظاہرے بدعنوانی اور بے روزگاری کے خلاف ملک گیر تحریک میں بدل گئے، گزشتہ روز مظاہرین نے پارلیمنٹ، صدارتی ہاؤس اور مرکزی سیکریٹریٹ پر دھاوا بولا، ویڈیوز میں مظاہرین کو نیپالی کانگریس رہنما اور اہلیہ کو زدوکوب کرتے دیکھا گیا۔ وزیرداخلہ رمیش لیکھک اور وزیرزراعت راماناتھ ادھیکاری نے بھی استعفیٰ دے دیا، وزیراعظم اولی نے بھی استعفیٰ دے کر نگراں حکومت کی قیادت قبول کرلی ہے۔ خبرایجنسی نے بتایا کہ فوجی ہیلی کاپٹر وزرا کو محفوظ مقامات پر منتقل کرتے رہے، صدر رام چندر پاؤڈل نے عوام سے مزید خون خرابہ روکنے کی اپیل کی ہے

نیپال میں عبوری حکومت کی سربراہ ہوسکتی ہیں سابق چیف جسٹس سشیلا کارکی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال میں سوشل میڈیا پر حکومت کی پابندی کے خلاف ہنگامہ آرائی اور خونریزی کے درمیان وزیراعظم کے پی شرما اولی نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کے بعد ان کے کسی نہ کسی مقام پر جانے سے پیدا ہونے والے سیاسی خلا کو پر کرنے کی مشق تیز ہوگئی ہے۔ تحریک کی قیادت کرنے والے جین زی گروپ میں شامل نوجوانوں نے کئی ناموں پر غور کیا ہے۔ لیڈروں کی کرپشن اور سیاست میں پھیلے اقربا پروری سے تنگ آکر گورکھوں کے صبر کا پیمانہ ایک طرح سے ٹوٹ چکا ہے۔ عوامی بغاوت کے شعلوں میں اڑتالیس گھنٹے سے زائد تک جھلسے ہمالیائی ملک میں پھیلی افراتفری کو روکنے کے لیے نیپالی فوج کو منگل کی شام کمان سنبھالنی پڑی۔ اس وقت ملک کو ٹریک پر واپس لانے کے لیے عبوری حکومت کے انتخاب کے حوالے سے بات چیت جاری ہے۔ عبوری حکومت کی سربراہ سپریم کورٹ کی سابق چیف جسٹس سشیلا کارکی ہو سکتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کے نام پر اتفاق رائے ہے۔ جین زی گروپ کے زیادہ تر نمائندوں نے ملک کے سابق چیف جسٹس کرکی کے نام پر فوجی حکام سے اتفاق کیا۔ اسی دوران کاٹھمانڈو کے میئر بلیندر شاہ کا نام بھی سامنے آیا۔ لیکن شاہ پیچھے ہٹ گیا۔ انہوں نے سشیلا کارکی کی حمایت کی۔ کچھ لوگوں نے سابق وزیر سمنا شریستھا کا نام بھی آگے بڑھایا، لیکن انہوں نے کہا کہ وہ جہاں ہیں وہیں ٹھیک ہیں۔ کلمن گھیسنگ بھی اس عہدے کے لیے کچھ مشتعل افراد کے انتخاب کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ گھیسنگ بجلی بورڈ کے سابق چیئرمین ہیں۔ لیکن تقریباً تمام مشتعل قائدین نے سشیلا کارکی کے نام پر اتفاق کیا ہے۔ عبوری سربراہ کے نام پر غور وخوض بدھ کی رات دیر گئے تک جاری رہا۔ نیپال کے تین اخبارات نیپالی ٹائمز دی رائزنگ نیپال اور دی ہمالین ٹائمز کی رپورٹس میں بھی اس بات کی تصدیق کی گئی ہے۔ 1972 میں مہندر مورنگ کیمپس برات نگر سے بی اے کرنے کے بعد سشیلا کارکی نے ہندوستان کی معروف یونیورسٹی بنارس ہندو یونیورسٹی (بی ایچ یو کا رخ کیا۔ 1975 میں انہوں نے بی ایچ یو وارانسی سے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد، 1978 میں انہوں نے تریبون یونیورسٹی نیپال سے قانون کی تعلیم حاصل کی۔ بنارس میں تعلیم کے دوران انہوں نے درگا پرساد سے شادی کی۔ درگا پرساد اس وقت نیپالی کانگریس کے ایک مقبول نوجوان رہنما تھے۔ اس وقت ستم ظریفی یہ ہے کہ اولی کے وزیراعظم کے عہدے سے استعفیٰ دینے کے بعد نیپال میں گزشتہ 24 گھنٹے یا اس سے زیادہ عرصے سے کوئی حکومت نہیں ہے۔ مظاہرین کے نمائندوں نے کاٹھمانڈو میں فوجی ہیڈکوارٹر میں فوجی حکام سے ملاقات کی تاکہ عبوری حکومت کے ممکنہ رہنما کے نام پر تبادلہ خیال کیا جا سکے۔ مظاہرین کے نمائندے ریہان راج دنگل نے کہا کہ ان کے گروپ نے فوجی رہنماؤں کو تجویز دی ہے کہ کارکی عبوری حکومت کی قیادت کریں۔ کارکی واحد خاتون ہیں جو سپریم کورٹ کی چیف جسٹس ہیں۔ اس نے 2016 اور 2017 کے درمیان اس عہدے پر خدمات انجام دیں اور وہ ایک مقبول جج تھیں۔ تاہم فوج کے ہیڈکوارٹر کے باہر جمع ہونے والے ہجوم میں سے دیگر مظاہرین نے کارکی کے انتخاب کی مخالفت کی۔ فوجی حکام نے مظاہرین کو جمعرات کو مذاکرات کے لیے بلایا ہے

روپندہی: زین زیڈ احتجاج کے دوران درجنوں سرکاری املاک کی توڑ پھوڑ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

روپندیہی ضلع میں مظاہرین نے درجنوں مقامات پر آگ لگا دی ہے۔ جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کا سلسلہ نہیں رکا۔ دوپہر کے وقت سی پی این-یو ایم ایل اور نیپالی کانگریس کے پارٹی دفاتر میں توڑ پھوڑ اور آگ لگانے والے مظاہرین نے پارٹی لیڈروں کے گھروں، سرکاری دفاتر اور ہوٹلوں کو بھی توڑ پھوڑ اور آگ لگا دی۔ مظاہرین نے لمبینی صوبے کے فزیکل انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ کے وزیر بھومیشور ڈھاکل اور سائین مینا میں سائین مینا میونسپلٹی کے میئر پھنیندرا شرما کے گھروں کو آگ لگا دی ہے۔ بٹوال ہائی وے چوراہے پر واقع لمبینی کے صوبائی اسمبلی کے رکن اور سابق وزیر صحت بھوج پرساد شریستھا، وارڈ نمبر 8، نمبر 4، میں واقع سابق وزیر داخلہ بال کرشنا کھنڈ، اور وفاقی ایم پی اور تلوتما میونسپلٹی کے سابق میئر باسودیو گھیمرے کے وارڈ نمبر 4، بشنو پور میں آگ لگا دی گئی ہے۔ اسی طرح بٹوال کے چندواری میں راشٹریہ جنمورچہ کے دفتر، مجووا میں ماؤسٹ سینٹر کے دفتر اور اسپتال لائن میں داخلی ریونیو آفس کو بھی آگ لگا دی گئی اور توڑ پھوڑ کی گئی۔ مشتعل افراد نے ملن چوک بٹوال میں ہوٹل ڈریم انٹرنیشنل اور ڈرائیور ٹولے میں ہوٹل ٹیولپ کو بھی آگ لگا دی۔ بھیرہوا میں سدھارتھ نگر میونسپلٹی کے دفتر اور سدھارتھ نگر میونسپلٹی کی ڈپٹی میئر اوما ادھیکاری کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی ہے۔ روپنڈیہی میں مختلف مقامات پر مظاہرے ہوئے۔ مظاہرین ہائی کورٹ کے تلسی پور بٹوال بنچ کے دفتر میں بھی گھس گئے تھے

نیپالی فوج نے 27 مشتبہ افراد کو گرفتار کیا، لوٹے گئے 33.7 لاکھ روپے برآمد

کاٹھمانڈو: (این یو ٹی)۔ نیپالی فوج نے احتجاج اور بدامنی کے درمیان چارج سنبھالنے کے بعد بدھ کو 27 افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان لوگوں کو منگل کی رات 10 بجے سے آج صبح 10 بجے تک کھٹمنڈو سمیت ملک کے مختلف حصوں میں لوٹ مار، آتش زنی اور دیگر افراتفری پھیلانے کی سرگرمیوں کے الزام میں فوج نے حراست میں لیا ہے۔ دی ہمالین پوسٹ اخبار کی ایک رپورٹ کے مطابق، سیکورٹی فورسز نے احتجاج کے دوران آتشزدگی پر قابو پانے کے لیے تین فائر انجن تعینات کیے ہیں۔ کھٹمنڈو کے گوشالہ-چابہیل-بدھ علاقے میں ملزمان سے 33.7 لاکھ روپے کی لوٹی ہوئی نقدی برآمد ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اسلحہ کا بڑا ذخیرہ بھی قبضے میں لے لیا گیا۔ فوج نے کہا کہ کھٹمنڈو کے 23 علاقوں اور پوکھرا کے 8 علاقوں سے مختلف قسم کے 31 آتشیں اسلحہ، میگزین اور گولہ بارود برآمد کیا گیا۔ فوج نے تصدیق کی کہ جھڑپوں کے دوران زخمی ہونے والے 23 پولیس اہلکار اور تین شہری فوجی اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ بیان میں اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ فوج اور دیگر سیکیورٹی ادارے تشدد کو روکنے اور جان ومال کے تحفظ کے لیے پورے ملک میں سرگرم عمل ہیں

پانچ مرتبہ نیپال کے وزیراعظم رہے دیوبا، اہلیہ کو مارا پیٹا گیا۔ کھنال کی بیوی کو زندہ جلادیا گیا:

کاٹھمانڈو: (این یو ٹی) نیپال میں سوشل میڈیا کی پابندیوں سے ناراض، مظاہروں کے نتیجے میں 19 افراد ہلاک ہوئے، حکومتی عمارتوں کو نذر آتش کیا گیا، اور نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی بے اطمینانی کے درمیان بات چیت کا مطالبہ کیا گیا۔

نیپال میں 'جنزل زیڈ' کے مظاہرے، جو تیزی سے ہنگامہ آرائی کی طرف بڑھ گئے، ایک پر تشدد ہجوم نے پانچ بار کے نیپالی وزیراعظم شیر بہادر دیوبا اور ان کی اہلیہ پر حملہ کیا، اور سابق وزیراعظم جھالاناتھ کھنال کی اہلیہ راجی لکشمی چترکر کی موت دیکھی۔

نیپالی فوج کی جھاپا کے رہائشیوں سے خصوصی اپیل

جھاپا، بھادؤ 25: نیپالی فوج کی چارالی میں واقع اَرِدمَن گن نے جھاپا کے باشندوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ضروری کام کے علاوہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ فوجی ہیڈکوارٹر کی جانب سے جاری کردہ احتجاج اور کرفیو کے احکامات پر مکمل عمل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

فوج نے خبردار کیا ہے کہ اگر احکامات پر عمل نہ کیا گیا تو طاقت کا استعمال کیا جائے گا۔ نیپالی فوج نے واضح کیا ہے کہ کسی بھی قسم کا احتجاج، توڑ پھوڑ، لوٹ مار، آگ زنی، فرد یا جائیداد پر حملہ ایک قابل سزا جرم ہوگا۔ فوج نے کہا ہے کہ احتجاج اور کرفیو کے دوران کہیں بھی مجمع نہیں لگنا چاہیے۔

موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے فوج نے بتایا ہے کہ احتجاج شام 5 بجے (17:00) بجے تک ملک بھر میں جاری رہے گا تاکہ ضروری خدمات انجام دینے والے اہلکار اپنے دفاتر سے گھر واپس آسکیں۔ اسی طرح، بھادؤ 26 کی صبح 6 بجے (06:00) تک کرفیو نافذ رہے گا۔ منگل کے روز وزارتِ دفاع کے ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز اینڈ انفارمیشن کی جانب سے جاری کردہ اپیل میں عوامی اور ذاتی املاک کی توڑ پھوڑ، آگ زنی، لوٹ مار، پرتشدد حملوں اور جنسی تشدد کی کوشش جیسے واقعات پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ تمام شہریوں سے درخواست کی گئی ہے کہ ایسے مجرمانہ اقدامات کو قابو کرنے میں تعاون کریں۔ فوج نے ایک بار پھر عوام کے مالی نقصان پر گہری افسوس کا اظہار کیا ہے اور ہر ایک سے اپیل کی ہے کہ اس نازک صورتِ حال میں سیکیورٹی اہلکاروں کی کوششوں کا ساتھ دیں۔ ضروری خدمات کی گاڑیاں (ایمبولینس، بڑھئی، فائر فائٹرز، طبّی عملہ اور سیکیورٹی اہلکاروں کی گاڑیاں) احتجاج اور کرفیو کے دوران چلتی رہیں گی۔

اسی طرح تمام ریٹائرڈ فوجی، سرکاری ملازمین، صحافی اور عام شہریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ افواہوں یا گمراہ کن خبروں پر یقین نہ کریں بلکہ صرف سرکاری معلومات پر بھروسہ کریں۔ فوج نے کہا ہے کہ قومی اتحاد، سماجی ہم آہنگی اور عوام کی معمولاتِ زندگی کو قائم رکھنے کے لیے سب کی مدد ضروری ہے۔

لوٹ مار کرنے والے 26 افراد کو کیا گرفتار

شفیق رضا

جنکپور: موجودہ صورتحال کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے نیپالی فوج نے کاٹھمانڈو اور بھکت پور کے مختلف علاقوں میں لوٹ مار میں ملوث 21 افراد کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ ملٹری پبلک ریلیشنز اینڈ انفارمیشن ڈائریکٹوریٹ نے کہا ہے کہ انہیں بھاٹ بھٹینی سپر مارکیٹ، ہوٹل حیات اور بھکت پور میں بدھسٹ علاقے سے لوٹ مار میں ملوث ہونے کے الزام میں حراست میں لیا گیا ہے۔ فوج نے نیو بانیشور میں راشٹریہ بانیجیہ بینک کی ڈکیتی میں ملوث پانچ افراد کو بھی حراست میں لے لیا ہے۔ اس طرح ٹوٹل 26 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے

گھنٹے بعد دوبارہ کھل گیا کاٹھمانڈو کا انٹرنیشنل ایئرپورٹ

کاٹھمانڈو- تریبھون بین الاقوامی ہوائی اڈہ روزانہ تقریباً 300 پروازیں چلاتا ہے، جس میں 200 گھریلو اور 100 بین الاقوامی پروازیں شامل ہیں۔ 14-16 ہزار مسافر اندرون ملک اور 12-14 ہزار مسافر بین الاقوامی سفر کرتے ہیں۔ ایئرپورٹ بند ہونے سے ہزاروں مسافر مختلف مقامات پر پھنسے ہوئے ہیں۔ تریبھون بین الاقوامی ہوائی اڈہ، جو منگل کی دوپہر سے جین-جی مومنٹ سے پیدا ہونے والی صورتحال کی وجہ سے بند تھا، 24 گھنٹے کے بعد دوبارہ کام شروع کر دیا ہے۔ ہوائی اڈے کے جنرل منیجر ہنسراج پانڈے نے بتایا کہ بدھ کی شام سے ہوائی اڈے نے دوبارہ کام شروع کر دیا۔ ان کے مطابق، ہوائی اڈے کے آپریشنل ہونے کے ساتھ، نیپال ایئر لائنز کارپوریشن کی چار پروازیں اور ہمالیہ ایئر لائنز کی چار پروازیں بدھ کی شام کو ہونے والی ہیں۔ رات 8 بجے تک کے اعداد و شمار کے مطابق دیگر غیر ملکی ایئر لائنز بھی رات کو کاٹھمانڈو پہنچنے کی تیاری کر رہی ہیں۔ جو طیارہ جہاں جس بھی ملک میں ہے سب کی واپسی بھی ہوگی اور مکمل طور پر اڑان بھرے گی

زین زیڈ تحمل سے کام لیں اور ملک کی جائیداد کو نقصان نہ پہنچائیں۔ بالین شاہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو میٹروپولیٹن سٹی کے میئر بالین شاہ نے نئی نسل (جن زیڈ) سے گھر واپس آنے کی اپیل کی ہے۔ منگل کی سہ پہر سوشل میڈیا پر ایک پیغام میں انہوں نے کہا کہ ملک کی تعمیر کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اور اب واپسی کا وقت ہے۔ 'براہ کرم جن زیڈ، ملک آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو مستقبل کی تعمیر کرنی ہوگی۔ اب جو نقصان ہوگا وہ ہم سب کا حصہ ہوگا۔ میئر بالین نے لکھا، تو اب گھر واپس آؤ۔ اس کے پیغام کو نوجوانوں میں موجودہ سرگرمیوں اور تحریکوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے اس کی پچھلی کال کے باوجود احتجاج اور آتش زنی کا سلسلہ نہ رکنے کے بعد دوبارہ اس کا مطالبہ کیا ہے۔ مظاہرین بھی ان کے نام کی حمایت میں ہیں۔ وہ نوجوانوں کے اندر کافی مقبول ہیں۔ انہوں نے کے پی اولی کے استعفیٰ کے بعد کہا: ملک کے قاتل (کے پی شرما اولی) نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ انہوں نے مظاہرین سے اپیل کرتے ہوئے کہا، جین زیڈ تحمل سے کام لیں اور ملک کی جائیداد کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ان کے مطابق وہ آرمی چیف سے بھی بات چیت کے لئے تیار ہیں۔ دراصل بالین شاہ مظاہرین کی حمایت کرتے ہوئے نظر آئے ہیں اور انہوں نے خود اس احتجاج کی حمایت بھی کی تھی۔ پیر کو انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ کوئی بھی سیاسی پارٹی، لیڈر یا کارکنان احتجاج کا استعمال اپنے مفادات کے لئے نہ کرے۔

نیپال میں تشدد کے بعد یوپی کے ان 7 اضلاع میں الرٹ، نیپالی فوج نے غیر ملکی شہریوں کے لیے جاری کی ایڈوائزری

کاٹھمانڈو: (ڈی ایچ این) نیپال میں پیر کے روز نوجوانوں (جنریشن زی) کا حکومت مخالف مظاہرہ پرتشدد ہو گیا۔ نیپال کے پی ایم کے پی شرما اولی نے ملک میں جاری شدید حکومت مخالف مظاہروں کے پیش نظر منگل کو استعفیٰ دے دیا تھا۔ وہیں مظاہرین نے صدر رام چندر پاؤڈیل سمیت کئی اعلیٰ سیاسی رہنماؤں کی ذاتی رہائش گاہوں پر حملہ کیا اور پارلیمنٹ کی عمارت میں توڑ پھوڑ کی۔ ذرائع کے مطابق مظاہروں کے دوران 22 افراد ہلاک ہو گئے، جب کہ 500 سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ پرتشدد مظاہروں کے پیش

بھی کہا ہے کہ وہ تعاون کریں اور غیر ملکی شہریوں کو ہر ممکن مدد فراہم کریں۔ نیپال میں تشدد کے بعد یوپی کے ان 7 اضلاع میں الرٹ نیپال میں جاری پرتشدد مظاہروں کے پیش نظر بھارت کی سرحد سے متصل نظر نیپال حکومت نے پیر کی رات سوشل میڈیا پر عائد پابندی ہٹا دی ہے۔ اب تک نیپال میں وزیر داخلہ رمیش لیکھک سمیت تین وزراء استعفیٰ دے چکے ہیں۔ نیپالی فوج نے غیر ملکی شہریوں کے لیے جاری کی ایڈوائزری نیپال کی فوج نے ملک میں موجود غیر ملکی شہریوں کو ہدایت دی ہے کہ اگر وہ کہیں پھنسے ہوئے ہیں، تو نزدیکی سیکورٹی ایجنسی یا قریبی موجود سیکورٹی فورسز سے فوری رابطہ کریں تاکہ ان کی مدد کی جاسکے اور انہیں ریسکیو کیا جاسکے۔ فوج نے کہا ہے کہ جو بھی مدد چاہتا ہے یا ملک سے نکلنا چاہتا ہے، وہ فوراً مقامی سیکورٹی فورسز سے رابطہ کرے۔ فوج نے تمام ہوٹل مالکان اور ٹور آپریٹرز سے

اترپردیش کے سات اضلاع میں ہائی الرٹ جاری کر دیا گیا ہے اور سیکورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے ہیں۔ بھارت-نیپال کی سرحد سے ملحق مہاراج گنج، سدھارتھ نگر، بلرامپور، شراوستی، بہرائچ، لکھیم پور کھیری اور پیلی بھیت اضلاع میں سرحدی سیکورٹی کو مزید سخت کر دیا گیا ہے۔ یہاں مسلح سرحدی فورس (SSB)، مقامی پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کو بھی الرٹ پر رکھا گیا ہے۔ نیپالی آرمی چیف کی مظاہرین کو آخری وارننگ نیپال کے فوجی سربراہ جنرل اشوک راج سگڈیل نے مظاہرین کو آخری وارننگ دی ہے۔ اپنے خطاب میں انہوں نے سخت انتباہ دیتے ہوئے اپیل کی ہے کہ مظاہرین احتجاج بند کریں اور بات چیت کا راستہ اپنائیں۔ انہوں نے کہا: اگر تشدد، لوٹ مار اور آگ زنی نہیں رکی تو رات 10 بجے سے پورے ملک میں فوج اور سیکورٹی ایجنسیاں تعینات کر دی جائیں گی

کاٹھمانڈو کی دلی بازار جیل میں کشیدگی برقرار

جنکپور: کاٹھمانڈو کی دلی بازار کی جیل میں حالات کشیدہ ہو گئے ہیں۔ قیدیوں کی جانب سے پتھر پھینک کر اور آگ لگا کر فرار ہونے کی کوشش کے بعد، جیل میں کشیدگی پھیل گئی۔ نیپالی فوج نے مداخلت کرتے ہوئے قیدیوں کو گیٹ پر روک کر فرار ہونے کی کوششوں کو ناکام بنانے میں مصروف ہیں۔ قیدی مطالبہ کر رہے ہیں کہ انہیں رہا کیا جائے کیونکہ دیگر جیلوں سے قیدیوں کو رہا کیا گیا ہے۔ تاہم فوج جیل کا کنٹرول سنبھالنے کی کوشش کر رہی ہے۔

نیپال: فوج نے سنبھالا دلی بازار جیل کا

کاٹھمانڈو: (این یو ٹی) کٹھمنڈو کی دلی بازار جیل کے بڑی تعداد میں قیدی بدھ کے روز جیل کے احاطے سے باہر نکل آئے اور ملک گیر بدعنوانی مخالف احتجاج کے دوران جاری ہنگاموں کے بیچ اپنی رہائی کا مطالبہ کیا۔ نیپالی فوج کو جیل کے اندر اور باہر تعینات کیا گیا ہے تاکہ مزید کشیدگی کو روکا جاسکے کیونکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے دارالحکومت میں حالات پر قابو پانے میں دشواری کا سامنا کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال اس وقت پیدا ہوئی جب پولیس اہلکاروں نے، جو کئی حراستی مراکز میں سیکیورٹی کی نگرانی کر رہے تھے، پولیس ہیڈکوارٹر کے علاوہ اپنی چوکیوں سے پیچھے ہٹ گئے۔ یہ فیصلہ ملک میں دو دن سے جاری پرتشدد مظاہروں کے بعد کیا گیا جو بنیادی طور پر جنریشن زی کے مظاہرین کی قیادت میں ہو رہے ہیں۔ پولیس کے پیچھے ہٹنے کے بعد، نیپالی فوج نے جیلوں کی حفاظت کی ذمہ داری سنبھال لی ہے تاکہ بڑے پیمانے پر جیل توڑ یا پرتشدد جھڑپوں کو روکا جاسکے۔ منگل کو اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتریس نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے ملک میں جانی نقصان پر گہرے دکھ کا اظہار کیا اور متاثرہ خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے مظاہرین سے مزید تشدد سے گریز کرنے کی اپیل کی اور حکام سے کہا کہ وہ بین الاقوامی انسانی حقوق کے قوانین پر عمل کریں۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ مظاہرے پرامن ہونے چاہئیں اور جان و مال کا احترام کیا جانا چاہیے۔ اس دوران، نیپالی فوج نے کٹھمنڈو سمیت مختلف شہروں میں جاری مظاہروں کے دوران لوٹ مار، آتش زنی اور دیگر پرتشدد کارروائیوں میں ملوث 27 افراد کو گرفتار کیا۔ رپورٹ کے مطابق یہ گرفتاریاں منگل کی رات 10 بجے سے بدھ کی صبح 10 بجے کے درمیان کی گئیں کیونکہ ملک بھر میں فورسز کی تعیناتی کی گئی تھی تاکہ مظاہروں کو قابو میں رکھا جاسکے۔ اس سے قبل، نیپالی فوج نے ہنگاموں کے پیش نظر پابندی کے احکامات جاری کرنے اور ملک گیر کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ فوج کے محکمہ تعلقات عامہ و اطلاعات کی جانب سے بدھ کو جاری بیان میں کہا گیا کہ پابندی کے یہ احکامات آج شام 5 بجے تک نافذ رہیں گے۔ اس کے بعد 11 ستمبر صبح 6 بجے سے ملک گیر کرفیو نافذ ہوگا۔ فوج نے کہا کہ آئندہ فیصلے سیکیورٹی صورتحال کی بنیاد پر کیے جائیں گے۔ منگل کے روز، وزیراعظم کے پی شرما اولی نے بڑھتے ہوئے احتجاج کے درمیان اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا، ان کے ساتھ دیگر وزراء نے بھی استعفیٰ پیش کیا۔ یہ مظاہرے 8 ستمبر کو کٹھمنڈو اور دیگر بڑے شہروں جیسے پوکھرا، بٹوال اور بیرگنج میں اس وقت شروع ہوئے جب حکومت نے ٹیکس اور سائبر سیکیورٹی خدشات کا حوالہ دے کر بڑے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر پابندی عائد کر دی تھی۔ مظاہرین ادارہ جاتی بدعنوانی اور حکومتی جانبداری کو ختم کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ حکومت زیادہ جوابدہ اور شفاف ہو۔ مظاہرین سوشل میڈیا پر عائد پابندی کو ختم کرنے کا بھی مطالبہ کر رہے ہیں کیونکہ وہ اسے آزادیٔ اظہار پر حملہ سمجھتے ہیں۔ کم از کم 19 افراد ہلاک اور 500 زخمی ہو چکے ہیں۔ صورتحال پر قابو پانے کے لیے کٹھمنڈو سمیت کئی شہروں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا

نیپال میں نوجوان نسل اچانک پرتشدد نہیں ہوئی بلکہ یہ آگ نو ماہ سے لگی ہوئی تھی

کاٹھمانڈو: (این یو ٹی) 9 ستمبر کو وزیراعظم کے پی شرما اولی کے استعفیٰ کے بعد ملک میں سیاسی رسہ کشی مزید گہری ہو گئی ہے۔ نیپالی فوج نے کہا کہ وہ سیکورٹی آپریشنز کی کمان سنبھال رہی ہے۔ فوج نے خبردار کیا ہے کہ اگر اس طرح کی سرگرمیاں جاری رہیں تو تشدد کو روکنے کے لیے نیپال کی فوج سمیت تمام سیکورٹی میکانزم کو متحرک کیا جائے گا۔ نیپالی فوج نے بھی عوام سے تعاون کی اپیل کی ہے اور شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ تباہ کن سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں یا ان کا ساتھ نہ دیں۔

نیپال کی سڑکوں پر مظاہروں کی تصویر چند دن پرانی نہیں بلکہ کئی ماہ پرانی ہے۔ یہ نوجوان صرف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر پابندی سے ناراض نہیں تھے بلکہ سوشل میڈیا پر کرپشن، اقربا پروری، حکومتی جبر کے خلاف طویل عرصے سے آواز اٹھا رہے تھے۔ یہ تحریک جنوری 2025 میں شروع ہوئی جب نوجوانوں نے معاشی عدم مساوات اور بدعنوانی کے خلاف سوشل میڈیا پر مہم شروع کی۔ رفتہ رفتہ صورتحال ایسی بن گئی کہ یہ نوجوان سڑکوں پر نکل آئے اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کو پوری دنیا نے دیکھا

کاٹھمانڈو میں پھنسے بھارتی شہریوں کے محفوظ انخلاء کے لیے خصوصی طیارے بھیجنے کی تیاری میں بھارت

کاٹھمانڈو (این یو ٹی)۔ کھٹمنڈو کے ہوائی اڈے پر پھنسے ہوئے ہندوستانی شہریوں کو نکالنے کے لیے خصوصی طیارہ بھیجنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں، کیونکہ یہاں کا ہوائی اڈہ غیر معینہ مدت کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ نیپال کی فوج نے موجودہ پیچیدہ صورتحال کی وجہ سے ملک میں پھنسے ہوئے غیر ملکی شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ریسکیو اور مدد کے لیے قریبی سیکورٹی ایجنسی یا تعینات سیکورٹی اہلکاروں سے رابطہ کریں۔

اس وقت 400 سے زیادہ ہندوستانی شہری کھٹمنڈو ہوائی اڈے پر پھنسے ہوئے ہیں۔

حکومت ہند بھی اپنے شہریوں کی محفوظ واپسی کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ حکومت ہند کل سے ہوائی اڈے پر پھنسے ہوئے مسافروں کو دہلی واپس لانے کے لیے ایک خصوصی طیارہ بھیجنے کی تیاری کر رہی ہے۔ دہلی سے کھٹمنڈو کے لیے طیارہ بھیجنے کے لیے نیپالی فوج کے ساتھ تال میل کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کھٹمنڈو میں ہندوستانی سفارت خانے کے عہدیداروں نے نیپال کی فوج سے ہندوستانی فضائیہ کے دو طیارے کھٹمنڈو بھیجنے کے لیے رابطہ کیا ہے۔

نیپال کی فوج نے آج ایک بیان میں کہا کہ موجودہ بدامنی کے دوران جو بھی مدد یا انخلاء کا انتظار کر رہا ہے اسے بغیر کسی تاخیر کے مقامی سیکورٹی فورسز سے رابطہ کرنا چاہیے۔ فوج نے ہوٹلوں، ٹور آپریٹرز اور دیگر متعلقہ اداروں سے بھی درخواست کی کہ وہ ضرورت مند غیر ملکی زائرین کے لیے رابطہ کاری اور مدد فراہم کریں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ موجودہ صورتحال سے متاثرہ تمام غیر ملکی شہریوں کی حفاظت اور بروقت امداد کو یقینی بنانے کا اقدام ہے

ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز
Weekly The
NEPAL URDU TIMES
11 ستمبر 2025/18 ربیع الاول 1447/26 گتے بھادوں 2082

عالمی خبریں

فرانس میں ہنگامہ: پر تشدد مظاہرے- سڑکوں پر آگ زنی، 200 گرفتار

پیرس: (ایجنسیاں) فرانس کے دارالحکومت پیرس سے احتجاج کی خبریں آرہی ہیں۔ آج پیرس میں کئی مقامات پر مظاہرین نے سڑکیں جام کردیں۔ مظاہرین کی جانب سے آگ زنی کے بعد پولیس نے ان پر آنسو گیس کے شیل فائر کیے۔ یہ مظاہرین صدر ایمانوئل میکرون پر دباؤ ڈالنے کے لیے ان کے نئے وزیر اعظم کو سخت چیلنج دینے کی کوشش کررہے تھے۔ اس ملک گیر احتجاجی مظاہرے کے مقررہ دن کے ابتدائی گھنٹوں میں وزیر داخلہ نے تقریباً 200 گرفتاریاں کرنے کا اعلان کیا۔ تاہم سب کچھ بند کرنے کے اپنے اعلان کردہ ارادے سے پیچھے ہٹتے ہوئے، یہ احتجاجی تحریک جو آن لائن شروع ہوئی اور آگ کی طرح پھیل گئی تھی، بڑے پیمانے پر خلل ڈالنے میں کامیاب رہی۔ اس کے لیے 80,000 پولیس اہلکاروں نے بیریکیڈ توڑنے والے مظاہرین پر اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا اور انہیں چیلنج دیتے ہوئے فوراً گرفتار کرلیا۔ نئے وزیر اعظم کے خلاف تحریک وزیر داخلہ برونو رٹیلاؤ نے کہا کہ مغربی شہر رینس میں ایک بس کو آگ لگادی گئی اور بجلی کی ایک لائن کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے جنوب مغرب میں ایک لائن پر ٹرینیں متاثر ہوئیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مظاہرین "بغاوت کا ماحول" پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ دراصل یہ پوری تحریک نئے وزیر اعظم کی تقرری کے خلاف شروع ہوئی۔ یہ احتجاج حکومت کی پالیسیوں کے خلاف ہے، جس کی وجہ سے ملک کے کئی دیگر شہروں میں بھی حالات خراب ہوگئے ہیں

تھائی لینڈ کے سابق وزیر اعظم تھاکسن شیناواترا کو ایک سال کی سزائے قید

بنکاک: (ایجنسیاں) تھائی لینڈ کے سپریم کورٹ نے منگل کو ملک کے سب سے طاقتور اور متنازع سیاستدان تھاکسن شیناواترا کو ایک سال قید کی سزا سناتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنی 2023 کی قید ہسپتال میں غیر قانونی طور پر گزاری۔ شائع رپورٹ کے مطابق تھاکسن شیناواترا کا سیاسی خاندان گزشتہ دو دہائیوں سے تھائی لینڈ کی فوج نواز اور بادشاہت نواز اشرافیہ کا بڑا حریف رہا ہے، جو ان کی عوامی مقبولیت پر مبنی سیاست کو روایتی سماجی نظام کے لیے خطرہ سمجھتی ہے۔ اس سیاسی خاندان کو حالیہ برسوں میں متعدد قانونی اور سیاسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے، جس کا نقطہ عروج پچھلے ماہ ان کی بیٹی پیٹونگتارن شیناواترا کی وزارتِ عظمیٰ سے برطرفی تھی۔ مگر منگل کو سپریم کورٹ کا فیصلہ اس خاندان کے لیے سب سے بڑا دھچکا قرار دیا جارہا ہے، کیونکہ ججوں نے 76 سالہ تھاکسن کو بنکاک ریمانڈ جیل منتقل کرنے کا حکم دیا۔

جنوبی کوریا کے فوجی اڈہ پر دھماکہ، 7 زخمی

سیول: (یو این آئی) جنوبی کوریا میں چہار شنبہ کو ایک فوجی اڈہ میں ہونے والے زبردست دھماکہ میں 7 افراد زخمی ہو گئے۔ یونہاپ نیوز ایجنسی نے یہ اطلاع دی ہے۔ خبر رساں ادارے کا کہنا ہے کہ دھماکہ صوبہ جیونگی کے شہر پاجو میں صبح 3:30 بجے ہوا، جس میں 7 افراد زخمی ہوئے ۔ فوج دھماکہ کی وجہ کی تحقیقات کر رہی ہے۔ اس معاملے میں تفصیلی معلومات کا انتظار ہے۔

سعودی عرب میں دہشت گردی میں ملوث شہری کو سزائے موت

ریاض: (یو این آئی) سعودی عرب میں وزارت داخلہ نے دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث سعودی شہری سلطان بن عامر الشہری کی سزائے موت پر عمل درآمد کرادیا۔ سعودی خبر رساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق سعودی وزارت داخلہ کا کہنا ہے کہ سعودی شہری سلطان الشہری کو بیرونی دہشت گرد تنظیم کے ساتھ رابطہ رکھنے اور دھماکہ خیز مواد تیار کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ رپورٹس کے مطابق دوران تحقیقات انکشاف ہوا کہ ملزم نے قانون کو مطلوب افراد کو پناہ بھی دی تھی جس پر اس کے خلاف مقدمہ دائر کرکے فوجی عدالت میں سماعت کی گئی۔ عدالت میں جرم ثابت ہونے پر اسے سزائے موت کا حکم سنایا۔ ابتدائی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل کورٹ سے بھی رابطہ کیا گیا جہاں جرم کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے ابتدائی سزا کے فیصلے کو برقرار رکھا گیا۔

نیپال کے بعد اب فرانس

نیپال میں تشدد کی آگ ابھی بجھی بھی نہیں تھی کہ فرانس کے دارالحکومت پیرس بھی سلگ اٹھا ہے۔ بڑی تعداد میں مظاہرین سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔ پیرس میں ہر طرف آگ زنی کے مناظر دیکھے جارہے ہیں۔ پولیس نے 200 مظاہرین کو حراست میں لے لیا ہے۔

پیرس میں مظاہرین اور پولیس کے درمیان جھڑپیں بھی ہوئیں۔ مظاہرین نے سڑکیں بند کردیں اور کئی مقامات پر آگ لگادی۔ تشدد پر قابو پانے کے لیے پولیس نے آنسو گیس کے شیل فائر کیے اور 200 سے زیادہ افراد کو گرفتار کرلیا۔ مظاہرین نے پیرس میں سب کچھ بند کرنے کا اعلان کیا تھا۔ تاہم، فرانسیسی وزیرِ داخلہ برونو ریتےلو کے مطابق، مظاہرین اپنے منصوبوں میں ناکام رہے۔ یہ احتجاج سب سے پہلے سوشل میڈیا پر شروع ہوا، جس کے بعد پیرس میں لوگ جمع ہونے لگے۔ اسی وجہ سے 80 ہزار سے زائد پولیس اہلکاروں کو تعینات کیا گیا۔ بیری کیڈ توڑنے والے مظاہرین کو فوری طور پر گرفتار کرلیا گیا۔

تشدد کی وجہ کیا ہے؟

پیرس میں 30 سے زیادہ مقامات پر آگ زنی اور ہنگامے دیکھے گئے۔ اس سے قبل سوشل میڈیا پر "Block Everything" (سب کچھ بند کرو) کے نام سے مہم چلائی گئی تھی۔ دراصل، فرانس کے وزیر اعظم بایرو نے بجٹ میں 44 ارب یورو (تقریباً 4 لاکھ کروڑ روپے) بچانے کا منصوبہ پیش کیا تھا، جس پر سخت تنقید ہوئی اور انہیں استعفیٰ دینا پڑا۔ فرانسیسی صدر ایمانوئل میکرون نے وزیرِ دفاع لیکورنو کو نیا وزیر اعظم مقرر کردیا ہے۔ لیکن میکرون کے اس فیصلے کے خلاف پیرس میں بغاوت بھڑک اٹھی ہے۔

یہ پہلا موقع نہیں ہے جب پیرس میں اس طرح کا تشدد ہوا ہے۔ 2022 میں پنشن میں اصلاحات کے خلاف نوجوانوں کا غصہ بھڑکا تھا۔ 2023 میں بھی ایک احتجاج کے دوران پولیس کی گولی سے ایک نوجوان کی موت واقع ہوئی تھی، جس کے بعد پیرس میں خوفناک فسادات پھوٹ پڑے تھے۔

یوکرین پر روس کا گلائیڈ بم حملہ، کم از کم 20 ہلاک

کیف: (ایجنسیاں) یوکرین کے صدر وولودیمیر زیلنسکی نے کہا کہ منگل کو مشرقی یوکرین کے ایک گاؤں میں پنشن تقسیم کے دوران روس کے گلائیڈ بم حملے میں کم از کم 20 افراد ہلاک ہوگئے۔ زیلنسکی نے 'ٹیلیگرام' پر ایک پوسٹ میں بتایا کہ یہ بم ڈونیٹسک ریجن کے یاروفا گاؤں پر گرایا گیا۔

انہوں نے اس حملے کو "یقیناً ظلم و بربریت" قرار دیا۔ زیلنسکی نے بین الاقوامی برادری سے اپیل کی کہ وہ روس پر مزید اقتصادی پابندیاں عائد کرے تاکہ اسے اس جارحیت پر سزا دی جاسکے۔ اپنی پوسٹ میں انہوں نے کہا: دنیا کو خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ دنیا کو غیر فعال نہیں ہونا چاہیے۔ امریکہ کو ردعمل دینا چاہیے، یورپ کو ردعمل دینا چاہیے، جی-20 کو ردعمل دینا چاہیے روس کو موت کا یہ رقص کرنے سے روکنے کے لیے سخت کارروائی ضروری ہے۔ یہ واقعہ اس بات کی تازہ ترین مثال ہے کہ کس طرح روسی حملے یوکرین میں عام شہریوں کو نشانہ بنارہے ہیں اور جنگ ایک انسانی المیہ میں بدل چکی ہے۔ یاد رہے کہ فروری 2022 میں روس نے یوکرین پر حملہ کیا تھا جس کے بعد سے دونوں ممالک کے درمیان جاری جنگ میں ہزاروں شہری اور فوجی ہلاک ہوچکے ہیں۔

روسی فوج اکثر یوکرین کے مشرقی اور جنوبی علاقوں کو نشانہ بناتی ہے، خاص طور پر ڈونباس ریجن (ڈونیٹسک اور لوہانسک) جہاں روس نواز علیحدگی پسندی کئی برسوں سے سرگرم ہے۔ روسی افواج نے حالیہ برسوں میں "گائیڈڈ بامب" اور "گلائیڈ بامب" کا استعمال بڑھا دیا ہے جو بھاری تباہی مچاتے ہیں

ہم نے شامی فوج کی تربیت کا آغاز کردیا ہے: ترک وزارت دفاع

انقرہ: (ایجنسیاں) ترکیہ نے اعلان کیا ہے کہ شام کے ساتھ گزشتہ ماہ طے پانے والے تعاون کے معاہدے کے تحت اس نے شامی فوج کی تربیت شروع کردی ہے۔

ترک وزارت دفاع کے ایک ذریعے نے جمعرات کو بتایا کہ انقرہ شامی فوج کو تربیت، مشاورت اور تکنیکی معاونت فراہم کر رہا ہے۔ وزارت نے ان اطلاعات کو بے بنیاد قرار دیا کہ اسرائیل نے شام میں موجود ترک ساز و سامان کو نشانہ بنایا ہے۔ ان کے مطابق شمالی شام میں ترک اہل کاروں یا آلات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔

خیال رہے کہ اگست 2025 کے آخر میں اسرائیل نے دمشق کے مضافات میں ایک فوجی ٹھکانے پر چھاپہ مارا تھا۔ اس وقت ایک اسرائیلی عہدے دار نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کارروائی کے دوران ایسے ترک آلات برآمد کیے گئے جو حال ہی میں علاقے میں اسرائیل کی جاسوسی کے لیے نصب کیے گئے تھے۔ عہدے دار نے مزید کہا تھا "ہم نے شامی صدر احمد الشرع کی انتظامیہ کو متنبہ کیا تھا کہ وہ آگ سے نہ کھیلیں اور ترکی کے احکامات پر کان نہ دھریں۔"

واضح رہے کہ اگست میں شام اور ترکیہ کی وزارتِ دفاع کے درمیان طے پانے والے فوجی تعاون کے معاہدے کے تحت انقرہ شامی فوج کو تربیت، اسلحہ اور لاجسٹک سہولیات فراہم کرے گا۔

بشار الاسد کی حکومت کے خاتمے کے بعد سے انقرہ نے دمشق کی نئی قیادت کی حمایت جاری رکھی ہے۔ ترکیہ شامی صدر احمد الشرع کے ساتھ ساتھ وزیر خارجہ اسعد الشیبانی اور وزیر دفاع مرہف ابو قصرہ کی میزبانی بھی کرچکا ہے

چین نے نیپال میں امن بحال کرنے کی اپیل کی

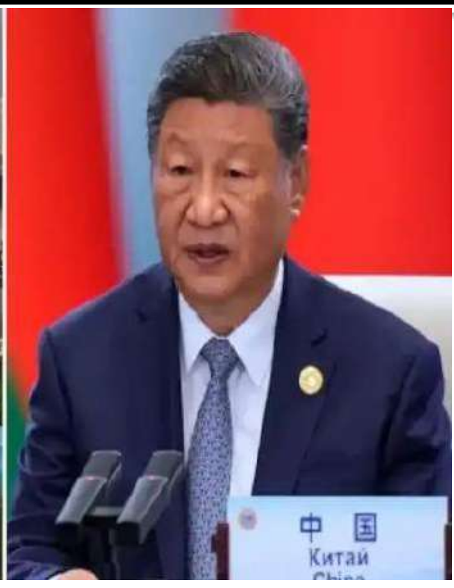

سراقہ رضوی

چین: (ایجنسیاں) نیپال میں ہونے والے پر تشدد احتجاج کے دوران اب چین کی بھی رائے سامنے آئی ہے۔ شِنہوا نیوز کے مطابق بدھ کو چین نے نیپال کے تمام فریقین سے درخواست کی ہے کہ وہ ملکی مسائل کو مناسب طریقے سے حل کریں اور سماجی نظم و استحکام بحال کریں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ چین کی طرف سے جاری بیان میں سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی کا نام تک نہیں لیا گیا۔ چینی وزارت خارجہ کے ترجمان کا بیان چینی وزارت خارجہ کے ترجمان لن جیان نے ایک میڈیا بریفنگ میں نیپال کی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ چین اور نیپال کے درمیان روایتی طور پر دوستانہ ہمسایہ تعلقات رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ نیپال میں تمام طبقے ملکی مسائل کو مناسب طریقے سے سنبھالیں گے اور سماجی نظم و علاقائی استحکام کو جلد از جلد بحال کریں گے۔ لن جیان نے اولی کا نام نہیں لیا نیپال میں سوشل میڈیا پابندی کے خلاف جین-زی تحریک کی وجہ سے کے پی شرما اولی کو وزیر اعظم کے عہدے سے مستعفی ہونا پڑا۔ چینی وزارت خارجہ کے ترجمان لن جیان نے میڈیا بریفنگ کے دوران اولی کے استعفے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اولی کو چین نواز رہنما مانا جاتا ہے اور انہوں نے چین کے ساتھ نیپال کے اسٹریٹجک تعلقات کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نیپال میں پر تشدد احتجاج بدعنوانی اور سوشل میڈیا پر حکومت کی پابندی کے خلاف پیر کو جین-زی تحریک کے دوران پولیس کی کارروائی میں کم از کم 19 افراد ہلاک ہوئے۔ ان ہلاکتوں کے بعد احتجاج شدید ہوگیا اور وزیر اعظم اولی نے منگل کو اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ حالات اتنے خراب ہوگئے تھے کہ مظاہرین نے پارلیمنٹ، صدر کے دفتر، وزیر اعظم کے رہائش گاہ، سرکاری عمارتوں، سیاسی جماعتوں کے دفاتر اور سینئر رہنماؤں کے گھروں میں آگ لگادی۔ فی الحال نیپال میں حالات کو قابو میں کرنے کے لیے فوج کو آگے آنا پڑا ہے

دوحہ پر اسرائیلی حملہ، عالمی قوانین کی سنگین خلاف ورزی

نیویارک: (ایجنسیز) اقوام متحدہ اور اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) نے قطر پر اسرائیلی حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے دوحہ پر فضائی حملے کو قطر کی خود مختاری اور علاقائی سالمیت کی سنگین خلاف ورزی قرار دیدیا۔ ان کا کہنا تھا کہ غزہ جنگ کے تمام فریقین کو مستقل جنگ بندی کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ اس کے امکانات کو تباہ کرنا چاہیے۔ ادھر او آئی سی نے بھی قطری دارالحکومت پر اسرائیلی حملے کی مذمت کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی قوانین، اقوام متحدہ کے چارٹر اور عالمی اصولوں کی کھلی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ تنظیم نے عالمی برادری خصوصاً سلامتی کونسل پر زور دیا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرے اور اسرائیل کو خطے میں جاری خطرناک جارحیت ختم کرنے اور بین الاقوامی قوانین کا احترام کرنے کا پابند بنائے۔ یاد رہے کہ اسرائیل نے قطری دارالحکومت دوحہ میں فلسطینی مزاحمتی تنظیم کے دفتر پر اس وقت حملہ کیا جب تنظیم کی قیادت غزہ جنگ بندی معاہدے پر مشاورت کے لیے جمع تھی۔ اسرائیلی وزیر اعظم اور اسرائیلی فوج نے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا ہے کہ حملے میں حماس کی اعلیٰ قیادت کو نشانہ بنایا گیا۔ دوسری جانب حماس نے اسرائیلی حملے میں 6 افراد کی شہادت کی تصدیق کردی، حماس کا کہنا ہے کہ حملے میں مرکزی قیادت محفوظ رہی تاہم خلیل الحیہ کے بیٹے سمیت 6 افراد شہید ہوگئے

جنوبی لبنان اور البقاع پر اسرائیلی فضائی حملے، حزب اللہ کا ایک مرکز نشانہ بنا

لبنان: العربیہ/الحدث کی جنگی وقائع نگار کے مطابق، جمعرات کو اسرائیلی ڈرون نے جنوبی لبنان کے دو قصبوں، عین بعال اور البازوریہ کے درمیان ایک موٹر سائیکل کو نشانہ بنایا۔

سرکاری خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق، صبح سے صور شہر، اس کے آس پاس کے گاؤں اور لیطانی ندی کے کنارے پر اسرائیلی جاسوسی طیاروں کی مسلسل پرواز جاری رہی ہے۔

اسرائیلی افواج نے آج صبح فجر کے وقت عیتا الشعب کے مضافاتی علاقے ابو طویل میں واقع خصوصی ضروریات کے بچوں کے ایک اسکول کی عمارت کو دھماکے سے تباہ کردیا۔

العربیہ اور الحدث کے ذرائع کے مطابق، اسرائیلی فضائی حملوں نے ملک کے مشرقی علاقے البقاع میں جنّتا اور قوسایا کو نشانہ بنایا، اور یہ کارروائیاں حزب اللہ کے ایک مرکز کو تباہ کرنے کے لیے کی گئی تھیں۔

الجیہ قصبے کے قریب

گذشتہ منگل کو اسرائیلی حملے نے بیروت سے تقریباً 30 کلو میٹر جنوب میں الجیہ قصبے کے نواح میں موجود ایک گاڑی کو نشانہ بنایا۔

حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان تقریباً ایک سال تک جاری رہنے والی جنگ کے بعد 27 نومبر سے جنگ بندی کے معاہدے کے نفاذ کے باوجود، اسرائیل تقریباً روزانہ جنوبی اور مشرقی لبنان پر فضائی کارروائیاں کر رہا ہے۔

اسرائیلی افواج اب بھی پانچ اسٹریٹجک مقامات پر موجود ہیں، جو سرحد کے دونوں طرف نگرانی کرتی ہیں۔

گذشتہ ہفتے لبنانی حکومت نے فوج کی تیار کردہ ایک عملی منصوبے کی منظوری دی، جس کا مقصد ملک میں موجود تمام ہتھیار ریاست کے کنٹرول میں لانا ہے۔ یہ اقدام اس معاہدے کے تحت عمل میں لایا جا رہا ہے جس کی نگرانی امریکہ کر رہا ہے۔ جنوبی لبنان کے بیشتر علاقوں میں فوجی اہلکار تعینات کر دیے گئے ہیں، جنہیں اقوام متحدہ کی عارضی امن قائم رکھنے والی فورس (یونفیل) کی معاونت حاصل ہے۔

حزب اللہ نے حکومت کے اس فیصلے پر سخت تنقید کی اور واضح کیا کہ وہ اپنے ہتھیار اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک اسرائیلی فوج کی واپسی، حملوں کا اختتام اور جنگ کے دوران اسرائیل کے زیرِ حراست لبنانی قیدیوں کی رہائی نہ ہو جائے

نیپال کا خونی آندولن!
لپکتے شعلے اور سسکتی زندگیاں

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔

نیپال کی فضاؤں پر موت کی ایک دبیز چادر تنی ہوئی ہے۔ ہوا میں جلتے گوشت کی بُو گھل گئی ہے اور دھواں آسمان کو یوں ڈھانپے ہوئے ہے جیسے کوئی سیاہ کفن زمین پر پھیلا دیا گیا ہو۔ ہر گلی، ہر کوچہ، ہر مکان اور ہر صحن ایک نوحہ بن گیا ہے۔ ایک طرف لپکتے شعلے مکانوں کو راکھ میں بدل رہے ہیں، دوسری طرف سسکتی زندگیوں کی چیخیں ہوا میں تحلیل ہو رہی ہیں۔ یہ وہ ساعت ہے جہاں وقت اپنی رفتار بھول گیا ہے، جہاں لمحے پتھرا گئے ہیں، جہاں سانس لینا بھی گناہ لگنے لگا ہے۔ ان سب کے بیچ میں ایک سوال ہر دل کو چیرتا ہوا نکلتا ہے کہ آخر یہ کیسا آندولن ہے جو احتجاج کے بجائے انسانیت کی قبروں پر کھڑا ہے؟

خون کی ندیوں میں بہتی ہوئی لاشیں، جلتے ہوئے درختوں کے سائے میں روتے ہوئے بچے، راکھ میں لپٹی ہوئی کتابیں اور کھلونوں کے ٹکڑے، یہ سب ایک ایسا منظر نامہ ہے جو کسی قیامت سے کم نہیں۔ لوگ اپنے پیاروں کو تلاش کرنے کے لیے ملبے میں ہاتھ ڈالتے ہیں مگر ہاتھوں میں صرف خاک رہ جاتی ہے۔ ایک بوڑھی ماں اپنی جوان بیٹی کی لاش پر جھکی ہے، اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو بجھتے ہوئے شعلوں پر ٹپکتے ہیں مگر آگ نہیں بجھتی، زخم نہیں بھرتے، اور درد نہیں تھمتا۔ وہ ہر لمحہ اپنی بیٹی کو آواز دیتی ہے مگر جواب میں صرف خاموشی ہے، ایسی خاموشی جو کانوں کو بہرا اور دل کو چھلنی کر دے۔

نیپال کے شہروں اور دیہاتوں میں آج کوئی مکان محفوظ نہیں، کوئی صحن آباد نہیں، کوئی دل شاد نہیں۔ ہر طرف بے بسی کی تصویریں ہیں۔ ایک طرف نوجوان اپنے سروں میں پتھر باندھے سڑکوں پر گرتے ہیں، دوسری طرف بچے اپنے والدین کے لاشوں کے پاس بیٹھے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں جیسے کوئی فرشتہ آ کر ان کی بے کسی کا علاج کرے گا۔ لیکن فرشتے بھی خاموش ہیں، آسمان بھی اندھا ہے، زمین بھی بہری ہے۔ انسانیت روتی ہے اور اقتدار کے ایوانوں میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ اپنی زبانوں کو تالے لگا کر محض تماشا دیکھتے ہیں۔

یہ خونی آندولن صرف احتجاج کا نام نہیں، یہ تو وحشت کا دوسرا روپ ہے۔ یہ سیاست کے کھیت میں بہایا گیا لہو ہے، یہ اقتدار کے ایوانوں میں گونجنے والا سناٹا ہے، یہ اس قوم کی چیخ ہے جسے صدیوں تک دبایا گیا اور آج جب وہ اپنی زبان کھولنا چاہتی ہے تو اس کی زبان کاٹ دی گئی، اس کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں، اس کے کان بند کر دیے گئے۔ نیپال کی گلیاں نوحہ خواں ہیں، کاٹھمانڈو کی فضائیں چیخ چیخ کر گواہی دے رہی ہیں کہ یہاں انسانیت کو سولی پر لٹکایا گیا ہے۔

جلتے ہوئے مکانوں سے اٹھنے والا دھواں اب صرف لکڑی یا پتھر کا نہیں بلکہ امیدوں کا دھواں ہے۔ خواب جل گئے ہیں، امن جل گیا ہے، محبت جل گئی ہے۔ مائیں اپنے بچوں کو لپٹا کر بھاگتی ہیں مگر آگ کے شعلے ہر طرف سے ان کا تعاقب کرتے ہیں۔ باپ اپنی بیٹیوں کو بچانے کے لیے اپنی جان دیتا ہے مگر شعلے باپ اور بیٹی دونوں کو نگل جاتے ہیں۔ اس ملک کی گلیوں میں اب ہنسی نہیں سنائی دیتی، صرف سسکیاں ہیں۔ وہ بچے جو کبھی کھیل کے میدان میں دوڑتے تھے، آج ملبے میں کھلونے ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ لڑکیاں جو کبھی گیت گاتی تھیں، آج اپنی عصمت بچانے کے لیے سائے میں چھپ رہی ہیں۔

وقت کے اوراق پر خون سے لکھی جانے والی یہ کہانی آنے والی نسلوں کے دلوں کو دہلا دے گی۔ یہ آندولن کل کے بچوں کے لیے ڈراؤنا خواب ہے۔ وہ بچے جو آج یتیم ہو گئے ہیں، کل اپنے دلوں میں انتقام کے بیج لے کر بڑے ہوں گے۔ وہ لڑکیاں جو آج جلتے مکانوں میں اپنی آنکھوں کے سامنے بھائیوں کو کھوتی ہیں، کل ان کی یادوں کے زخم کبھی نہیں بھر سکیں گے۔ یہ خون صرف آج نہیں بہا بلکہ یہ کل کے دنوں میں بھی بہے گا، یہ زخم صرف آج نہیں لگا بلکہ آنے والی نسلوں کے سینے میں بھی چبھے گا۔

دنیا کے بڑے بڑے دعوے دار ممالک جو امن کے نعرے لگاتے ہیں، جو انسانیت کے علمبردار کہلاتے ہیں، آج سب خاموش ہیں۔ ان کے کانوں تک چیخیں نہیں پہنچتیں، ان کی آنکھوں کو لاشیں نظر نہیں آتیں، ان کے دلوں کو بچوں کے آنسو نہیں چھوتے۔ وہ اپنے آرام دہ ایوانوں میں بیٹھ کر بیانات جاری کرتے ہیں اور نیپال کی جلتی گلیاں ان کے بیانوں پر ہنستی ہیں۔ انسانیت کی لاش جب کسی گلی میں پڑی ہو اور کوئی اسے دفن کرنے نہ آئے تو دنیا کی ترقی، دنیا کی تہذیب اور دنیا کی انسانیت سب جھوٹ بن جاتی ہے۔

نیپال کا خونی آندولن یہ بتا رہا ہے کہ جب سیاست انسان پر حاوی ہو جائے تو پھر صرف خون بہتا ہے۔ جب اقتدار انسانیت پر غالب آ جائے تو پھر معصوم زندگیاں مٹتی ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے دیکھنے کے بعد بھی دنیا آنکھیں بند کیے ہوئے ہے۔ ہر گھر راکھ ہے، ہر دل زخمی ہے اور ہر آنکھ نم ہے۔ لوگ اب خواب دیکھنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ خواب بھی جل جاتے ہیں۔ وہ زمین جو کبھی ہریالی کے لیے پہچانی جاتی تھی، آج خون کے دھبوں سے سرخ ہو گئی ہے۔

ایک دن وقت کا قلم اس سب کو تاریخ میں لکھ دے گا۔ آنے والے سالوں میں جب کتابیں اس دور کا ذکر کریں گی تو ہر لفظ خون سے تر ہو گا۔ نیپال کی سرزمین پر بہنے والا ہر قطرہ ایک چیخ بن کر تاریخ کے اوراق پر درج ہو گا۔ اور جب کوئی بچہ وہ تاریخ پڑھے گا تو اس کے دل سے سوال نکلے گا کہ آخر یہ انسانیت کس جرم میں قتل کی گئی؟ مگر جواب دینے کے لیے کوئی باقی نہ ہو گا۔

آندولن کی لپکتی آگ سب کچھ کھا گئی ہے۔ مکان، کھیت، خواب، یادیں، محبتیں، سب کچھ۔ صرف مایوسی باقی رہ گئی ہے، صرف نوحہ باقی رہ گیا ہے، صرف ماتم باقی رہ گیا ہے۔ یہ وہ المیہ ہے جسے لکھنے والے کے ہاتھ کانپتے ہیں، پڑھنے والے کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور سننے والے کے دل پر بوجھ اتر آتا ہے۔ یہ نیپال کی تاریخ کا سب سے بھیانک باب ہے۔

شعلے بجھ جائیں گے مگر ان کی تپش ہمیشہ رہے گی۔ دھواں چھٹ جائے گا مگر اس کی بُو ہمیشہ محسوس ہو گی۔ لاشیں دفن ہو جائیں گی مگر ان کی چیخیں صدیوں تک سنائی دیتی رہیں گی۔ یہ وہ المیہ ہے جسے کوئی وقت، کوئی تاریخ، کوئی نسل مٹا نہیں سکے گی۔ یہ آندولن ہمیشہ کے لیے انسانیت کی کتاب پر ایک سیاہ داغ رہے گا، ایک ایسا داغ جسے بارش بھی صاف نہیں کر سکتی، جسے وقت بھی دھو نہیں سکتا، جسے آنسو بھی مٹا نہیں سکتے۔

نیپال کا خونی آندولن ایک ایسا نوحہ ہے جس کی بازگشت پوری دنیا میں گونجنی چاہیے مگر افسوس کہ دنیا بہری ہو چکی ہے۔ یہ وہ لمحہ ہے جہاں ہر دل کو لرز جانا چاہیے، ہر آنکھ کو بھر آنا چاہیے، ہر زبان کو چیخ اٹھنا چاہیے، مگر ایسا نہیں ہو رہا۔ لوگ محض تماشائی ہیں، اور تماشائیوں کے چہروں پر مسکراہٹ ہے جبکہ نیپال کی سرزمین پر ہر طرف موت کا رقص جاری ہے۔

یہی ہے وہ داستان جسے ہم سب کو سننا ہو گا، سمجھنا ہو گا اور یاد رکھنا ہو گا کہ جب انسانیت مر جائے تو پھر زمین پر صرف راکھ بچتی ہے، صرف خون بچتا ہے، صرف سسکیاں بچتی ہیں۔ اور یہی سب کچھ آج نیپال میں ہو رہا ہے--

نیپال میں حالیہ بحران! ایک تجزیاتی تحریر

ازہر القادری
9559494786

ہوا، ایک بھاری سا بوجھ لیے پھر رہی تھی۔ روشنی اپنے ارتعاش میں دھند کی طرح دب رہی تھی۔ پہاڑوں کے نیچے چھپی ہوئی وادیاں، جو کبھی رنگین تہواروں اور خوشیوں کی گونج سے بھرپور تھیں، آج ایک خاموشی کے سائے میں ڈوبی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ درخت اپنی چھاؤں میں گھبراتے ہوئے کانپ رہے تھے اور ندیوں کی روانی، جو کبھی تجدید اور زندگی کی علامت تھی، آج ایک مدھم سی سرسراہٹ بن کر انسانی درد کو سنبھال رہی تھی۔

یہ زمین، جو برسوں تک بادشاہت کی سنہری محافل، شاہانہ شان و شوکت اور مذہبی تہواروں کی داستانیں سناتی رہی، آج اپنی ساکت گلیوں میں خوف کے سائے لیے نظر آ رہی تھی۔ چراغ بجھے، چوک سنسان اور ہر قدم پر ایک ایسے منظر کا عکس تھا جو انسانی جان و دل کی بے بسی کو عیاں کر رہا تھا۔ کبھی جو گلیاں قہقہوں، نغموں اور خوشیوں سے جھومتی تھیں، آج ان میں تناؤ، اضطراب اور خاموش چیخوں کا اثر غالب تھا۔

فضا میں دھند کے ساتھ مل کر ایک غیر مرئی بوجھ پھیل رہا تھا۔ صنعتی دھوئیں، جنگلات میں لگائی جانے والی آگ، کھیتوں کی جلتی باقیات اور گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی قطاریں، جو کبھی معاشرتی زندگی کا حصہ تھیں، آج شہریوں کی سانسوں میں رکاوٹ بن چکی تھیں۔ ہر سانس کے ساتھ خوف، بیماری، اور پریشانی کا ذائقہ محسوس ہوتا۔ بچوں کے کھیل، بازار کی رونق اور انسانی تعلقات، سب ایک بوجھل خاموشی میں دب گئے۔

یہ زمین صدیوں کی تاریخ کی گواہ ہے، جہاں راجا خاندان نے بادشاہت کے سنہرے دنوں میں حکومت کی۔ قوانین اور نظم و ضبط کی بنیادیں مضبوط تھیں مگر اختیارات کی غیر مساوی تقسیم اور عوام کی محدود آزادی ایک صدی پر محیط کشمکش کی بنیادیں رکھتی تھی۔ وقت کے ساتھ، لوگوں کے دلوں میں جمہوریت کی امید پروان چڑھی اور ۱۹۵۱ء میں پہلی بار بادشاہت اور جمہوریت کے درمیان نرمی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۹۰ء میں سیاسی جدوجہد نے عوام کو اپنی طاقت کا احساس دلایا، اور آخرکار ۲۰۰۸ء میں بادشاہت کا خاتمہ ہوا، جس سے شہریوں کو حقیقی آزادی اور ووٹ کا حق ملا۔ مگر آزادی کی خوشبو کے درمیان، نااہلی، بدعنوانی اور غیر مستحکم حکومتی پالیسیاں عوام کی زندگیوں میں ایک نیا اضطراب لے آئیں۔

اس اضطراب کا اثر ہر انسان کی روزمرہ زندگی پر واضح تھا۔ اسکول بند، امتحانات ملتوی، کاروبار ٹھپ، مزدور بے روزگار اور ہسپتال دباؤ کا شکار۔ نوجوان نسل، جو اپنی توانائی اور امیدوں کے لیے مشہور تھی، آج ایک غیر یقینی مستقبل کی جانب بے یقینی کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ خوف کی چھاؤں اور عدم اعتماد کی فضا کمیونٹی کی ہم آہنگی کو بھی متاثر کر رہی تھی۔

اقتصادی دباؤ نے اس بحران کو مزید سنگین بنا دیا۔ بیرون ملک جانے والے مزدوروں کی ترسیلات میں کمی، مہنگائی اور اقتصادی پالیسیوں میں غیر مستحکم رویہ شہریوں کے لیے روزانہ کا مسئلہ بن گیا۔ ہر گھر، ہر گلی، اور ہر دل ایک ایسا بوجھ محسوس کر رہا تھا جس کے نیچے زندگی کی روشنی دبتی جا رہی تھی۔

اور یہ بحران صرف مقامی سطح تک محدود نہیں

تھا۔ دنیا کے مختلف گوشے، ان وادیوں کے گہرے اسرار سے باخبر، اپنی نظریں وہاں رکھے ہوئے تھے۔ مشرق کی بلند و بالا طاقتیں، اپنی اقتصادی اور سیاسی منصوبہ بندی کے ذریعے اثر و رسوخ بڑھا رہی تھیں، جبکہ مغرب کی آزادانہ حکمت عملی انسانوں کے حقوق اور جمہوری نظام کی ضمانت کے نام پر زمین پر قدم جما رہی تھی۔ پڑوسی ممالک، تجارتی راہداریوں اور شہری حفاظت کے نام پر اپنی نظر رکھے ہوئے تھے، جیسے کسی ادبی کہانی میں کرداروں کے اپنے اپنے راز چھپائے ہوں۔

یہ وادیاں، جو کبھی خوشیوں کی زبان بولتی تھیں، آج انسانی درد، خوف اور بے یقینی کے سبز و سنہرے پردے میں لپٹی ہوئی ہیں۔ ہر گلی، ہر مکان، ہر درخت اور ہر پانی کی روانی ایک خاموش داستان سناتی ہے، جو، صبر، استقامت اور انسانی جذبات کی گہرائی کو ظاہر کرتی ہے۔ انسانی خواہشات اور فطرت کے حسین رنگ، سیاسی انتشار، اور سماجی دباؤ کے درمیان ایک نازک توازن کی مانند ہیں، جو ہر لمحے بدل رہا ہے۔

یہ منظر، یہ خاموش چیخیں، یہ فضائی بوجھ اور یہ انسانی اضطراب، سب مل کر ایک داستان تخلیق کر رہے ہیں۔ ایک داستان جو صرف جگہ کے نام سے پہچانی نہیں جاسکتی، بلکہ ہر انسان کے دل میں ایک دھڑکن پیدا کرتی ہے، جو وقت کے ساتھ بڑھتی ہوئی کشمکش، امید اور خوف کے ساتھ زندگی کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ یہاں، زمین کے ہر پہلو میں ایک داستان چھپی ہوئی ہے: انسانی صبر، قدرتی حسن، سیاسی انتشار اور سماجی پیچیدگیوں کی۔

اور یہی وہ تمہید ہے، جو ہمیں ایک ایسی کہانی کی طرف لے جاتی ہے جہاں فطرت اور انسان، تاریخ اور موجودہ حقیقت، امید اور خوف، سب ایک ساتھ گھل مل کر ایک لالہ زاری انداز میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ہر منظر، ہر سانس اور ہر لمحہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ یہ زمین، اپنی خاموش زبان میں، انسانی دلوں کے احساسات، تاریخی پیچیدگیوں، اور سماجی تضادات کو بیان کر رہی ہے۔

سڑکوں پر اٹھتی ہوئی ہر آواز، ہر نعرہ، ہر مظاہرہ، جیسے کوئی خاموشی توڑنے والی لہر ہو، جو نہ صرف نیپال کے چھوٹے شہروں کی گلیوں میں گونج رہی ہے بلکہ دور افق پر بیٹھے عالمی نگاہوں کی طرف بھی چھلانگ لگا رہی ہے۔ بیجنگ کی سنجیدہ نظریں اور واشنگٹن کے محتاط خدوخال، شطرنج کے کھیل کی طرح ہر چال پر نظریں جمائے، نیپال کے دل و دماغ پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ یہ ملک، چھوٹا سا ہی سہی مگر معنویت سے بھرا، دو دیو ہیکل طاقتوں کے بیچ پِستا محسوس ہوتا ہے۔

چین کی کہانی تو سننے میں بھی بھاری ہے۔ اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کی لکیریں، سڑکوں کے سنگ، ڈیموں کی گونج اور ریل کے سفر، سب چین کے اس خواب کی کہانی ہیں جو نیپال کے دل میں اپنے اثرات کی جڑیں گہری کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ محض سونا، بجلی یا سیمان کی سرمایہ کاری نہیں؛ یہ نرم دباؤ کی وہ ہنر مندی ہے جو نیپال کے سیاسی اور اقتصادی فیصلوں کے ہر گوشے میں چھپا ہوا ہے۔ بیجنگ چاہتا ہے کہ یہاں کے فیصلے نہ صرف اندرونی مفاد کے تابع ہوں بلکہ خطے میں چین کے اسٹریٹجک خوابوں سے بھی ہم آہنگ ہوں۔ سفارت کاروں کی موجودگی، تجارتی مشیروں کی آمد و رفت، میڈیا اور کلچرل پروگرامز، سب ایک خاموش مگر پختہ پیغام دیتے ہیں: نیپال کے فیصلے اب صرف نیپالی نہیں، بلکہ عالمی منظر نامے کے بھی معانی رکھتے ہیں۔

اور پھر امریکہ کا رخ۔ وہ جو جمہوریت اور انسانی حقوق کے پرچم کو بلند کیے ہوئے ہے، اس کی نگاہیں بھی

نیپال پر جم گئی ہیں۔ این جی اوز کے پروگرامز، تعلیم و مہارت کی ترغیبی اسکالرشپ، سیاسی وفود اور مشاورتی تعاون، یہ سب کچھ محض خوش دلی کی نہ بلکہ امریکی اثر و رسوخ کی حفاظت کی حکمت عملی ہے۔ نوجوان مظاہرین کے نعرے، احتجاج کی ہر لہر، واشنگٹن کی توجہ کا محور بن جاتے ہیں اور کبھی کبھار یہ مقامی سیاست کو عالمی شطرنج کے تختے پر منتقل کر دیتے ہیں۔

یہاں کے بحران میں صرف چین اور امریکہ ہی نہیں، بلکہ ہر نظر رکھنے والا ملک، ہر خطے کی طاقت اور ہر عالمی ادارہ حالات پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ بھارت نے اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے حفاظتی اقدامات سخت کر دیے ہیں، جاپان، یورپی ممالک اور اقوامِ متحدہ کی نگاہیں بھی ہر لمحے پر مرکوز ہیں۔ یہ سب، کبھی براہِ راست، کبھی نرم دباؤ سے اور کبھی اقتصادی یا انسانی امداد کی صورت میں اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور پھر سڑکوں پر نوجوانوں کی آوازیں۔ یہ صرف مقامی غصے کی عکاسی نہیں، بلکہ عالمی طاقتوں کی خاموش شطرنج کا حصہ بھی ہیں۔ احتجاج کی شدت، سوشل میڈیا کی پابندیوں کے خلاف ردعمل اور حکومتی کمزوری، یہ سب مل کر نیپال کے سیاسی منظر نامے کو ایک پیچیدہ جال میں بدل دیتے ہیں، جہاں ہر حرکت، ہر فیصلہ اور ہر لمحہ بین الاقوامی اثرات سے گندھا ہوا ہے۔

لیکن یہ اثرات صرف سیاست تک محدود نہیں۔ فضائی آلودگی، صحت کے مسائل، غیر یقینی سیاسی صورتحال میں روزگار کی کمی، سرحدی رکاوٹیں اور ضروری اشیا کی کمی، یہ سب انسانی زندگی پر چھری کی طرح اثر ڈال رہے ہیں۔ عالمی تنظیمیں، رپورٹرز اور بین الاقوامی ادارے ہر اس پہلو کو دیکھ رہے ہیں جو انسانی جان و مال کو چھو رہا ہے۔

یہ چھوٹا مگر معنی سے بھرا ملک، ایک بار پھر عالمی کھیل کے مرکز میں کھڑا ہے۔ کاٹھمانڈو کے مظاہرین کی آوازیں، نوجوان تحریکیں اور عوامی احتجاج ایک طرف! سفارتی دباؤ، اقتصادی اثرات اور انسانی حقوق کی تشویش دوسری طرف، سب مل کر اسے ایک نازک موڑ پر کھڑا کر دیتے ہیں۔

اب ہر نعرہ، ہر مظاہرہ، ہر سیاسی فیصلہ صرف داخلی سطح کا معاملہ نہیں رہا؛ یہ بین الاقوامی سیاست، اقتصادی مفادات، اور انسانی جذبات کے تصادم کا آئینہ ہے۔ اور نیپال کے دل کی دھڑکن، اسی تصادم کے بیچ میں گونج رہی ہے۔

نیپال کی سرحدیں، جو کبھی تجارتی زندگی کی دھڑکن ہوا کرتی تھیں، اب خاموشی کے سناٹے میں ڈوب گئی ہیں۔ ایک بند شُدہ ملک کی معیشت کی سانسیں انہی راستوں پر منحصر ہیں اور آج وہ سانسیں رک گئی ہیں۔ ٹرک رکے ہوئے ہیں، لمبی قطاروں میں کنٹینر زمین پر جیسے جاں بخشی کے انتظار میں پڑے ہوں۔ ڈرائیور اپنے ٹرکوں کے پہیوں کے نیچے چٹائیاں بچھا کر سو رہے ہیں، ہفتوں سے کھانے، نیند اور آرام کی کمی سہتے ہوئے۔ خوراک، دوائیں، روزمرہ کے ضروری سامان بارڈر پر پھنس گئے ہیں اور اندرونی قصبوں میں ہر دکان کی شیلف خالی نظر آتی ہے۔ آٹا، چینی، تیل کی بوتلیں نایاب ہیں اور قیمتیں آسمان چھو رہی ہیں۔

"کاکاربِتّا" کی سڑک پر مسافر میلوں لمبی قطاروں میں کھڑے ہیں۔ کسان اپنی سبزیاں اور پھل سڑک کے کنارے ضائع کرتے دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ مزدور بھارت جانے سے قاصر ہیں، اپنے گھروں میں بھوک کے ساتھ بے بس بیٹھے ہیں اور ہر چولہے کی لو ٹھنڈی پڑ گئی ہے۔

"رانی کسٹمز اینڈ ریونیو آفس" کی عمارت، جو مشرقی نیپال کے لیے تجارتی مرکز تھی، احتجاجی لہر کے دوران جل گئی، ریکارڈ خاکستر ہو گئے اور اہلکار جان بچا کر بھاگ گئے۔ تجارتی کلیئرنس رک گئی، درآمدات اور برآمدات ٹھپ اور مقامی تاجر لاکھوں روپے کے نقصان میں مبتلا۔

"بیرگنج" کا سب سے مصروف تجارتی دروازہ، سینکڑوں کنٹینر اور رُکے ہوئے ٹرکوں کی لمبی قطاریں سمیٹے کھڑا ہے۔ فیکٹریاں خام مال نہ ملنے کی وجہ سے بند، مزدور بے روزگار۔

"بھرتپور" کے زرعی سامان رکا، کوسہ بارڈر پر دواؤں کی سپلائی متاثر، اور "بھریپورہ" میں روزمرہ کی اشیا نایاب ہیں۔ یہ منظر کسی معاشی ہنگامے کا جیتی جاگتی عکس ہے، جہاں ہر آنکھ میں خوف اور ہر دل میں کرب چھپا ہوا ہے۔

کھانے پینے کی اشیا کی قلت، دواؤں کی کمی اور غریب مزدوروں کا بے روزگار ہونا شروع ہے۔ تاجروں کے سرمایہ ضائع ہو رہے ہیں، قرضے بڑھ رہے ہیں، چھوٹے تاجر دیوالیہ ہونے لگے ہیں اور قومی معیشت پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ ترسیلاتِ زر پہلے ہی کم تھیں، اب تجارت بھی رک گئی، زرِ مبادلہ کے ذخائر پر شدید دباؤ اور مہنگائی کی شرح آسمان چھو رہی ہے۔

بارڈر کے مناظر کسی سیاہ ناول کے صفحات کی طرح ہیں۔ ایک طرف لمبے ٹرک، دوسری طرف ضائع ہوتی فصلیں، بچوں کی آنکھوں میں بھوک، ماؤں کے چہروں پر پریشانی، تاجر سر پکڑ کر بیٹھے اور مزدور ہاتھوں میں خالی تھیلے لیے پھر رہے ہیں۔ یہ ہر لمحہ انسانیت کی آزمائش ہے اور ہر منظر معاشی بحران کی جیتی جاگتی تصویر پیش کر رہا ہے۔

بھارت بارڈر کھولنے کے لیے دباؤ ڈال رہا ہے مگر داخلی حالات رکاوٹ ہیں۔ چین شمالی راستوں کے ذریعے سامان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے مگر ہمالیہ کی دشوار گزار راہیں رکاوٹ بن گئی ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے نیپال کو معاشی مدد کی پیشکش کی مگر داخلی بحران کے باعث عمل مشکل ہے۔

کسٹمز دفاتر اور سرحدی آمد و رفت کے مسائل نے نیپال کی معیشت کو زبردست دھچکا دیا ہے۔ یہ صرف تجارتی بحران نہیں بلکہ عوامی زندگی کا بحران ہے۔ ہر رُکی ہوئی گاڑی، ہر پریشان انسان اور ہر ضائع ہوتی فصل ایک کتاب کی سیاہ سطر کی مانند ہے۔ یہ منظر نیپال کے معاشی بحران اور انسانی زندگی کا ادبی، دردناک اور ناولانہ عکس ہے، جو ہر قاری کے دل میں سوال اٹھاتا ہے: جب سرحدیں بند ہوں، تو انسان کی زندگی کیسے سانس لے سکتی ہے؟۔

کاٹھمنڈو وادی کا آسمان، جو کبھی نیلا اور شفاف ہوا کرتا تھا، اب دھوئیں کی ایک بھاری تہہ میں چھپ گیا ہے۔ سورج بھی دن کے وقت مدھم سا دکھائی دیتا ہے، گویا دنیا پر زہر کے بادل چھائے ہوں۔ ہر سانس کے ساتھ دھواں اندر جا رہا ہے، پھیپھڑوں کو جلا رہا ہے اور دلوں میں خوف کی لکیر کھینچ رہا ہے۔ بچے کھانستے ہوئے کمزور ہو رہے ہیں، بزرگ اپنی پرانی بیماریوں کے ساتھ نئی بیماریوں کا بوجھ بھی برداشت کر رہے ہیں اور ہر گلی میں خاموشی اور سنسنی چھائی ہوئی ہے۔ لوگ ماسک میں چھپ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں، خوف اور بے چینی کے سائے میں جیتے ہیں، جیسے ہر سانس کے ساتھ زندگی کا حصہ اڑ رہا ہو۔

نیپال کے پہاڑی جنگلات، جو کبھی سبزہ زاروں اور پرندوں کی خوشی سے گونجتے تھے، اب خشک سالی اور انسانی لاپرواہی کی وجہ سے آگ کی لپیٹ میں ہیں۔ ہزاروں ایکڑز زمین جل کر راکھ میں بدل چکی ہے۔ پرندوں کے گھونسلے اور جانوروں کے مسکن تباہ ہو گئے ہیں اور سبزہ زار کالے راکھ کے دلدل میں ڈوب گئے ہیں۔ ہر جلتی ہوئی شاخ، ہر بُری طرح جلتی ہوئی زمین، مستقبل کی تباہی کی تصویر کھینچ رہی ہے۔ لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ زمین بھی ان کے خلاف ہو گئی ہے، جیسے سیاست کی بھڑکتی ہوئی آگ نے فطرت کو بھی اپنا دشمن بنا لیا ہو۔

کسان جب فصل کے بعد کھیت صاف کرنے کے لیے باقیات جلاتے ہیں، تو دھوئیں کی ایک نئی لہر شہر کو گھیر لیتی ہے۔ یہ دھواں بچوں، بزرگوں اور عام لوگوں کی زندگیوں پر براہ راست حملہ کرتا ہے۔ دمہ اور برونکائٹس کے مریض ہر گلی میں نظر آتے ہیں، آنکھوں میں جلن اور پانی، کھانستے ہوئے بچے اور تھکن سے چور بزرگ اسپتال کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فضائی آلودگی کی شدت میں اضافہ ہو چکا ہے اور ہر دن اسپتالوں کے دروازے مزید لوگوں سے بھر جاتے ہیں۔

اسپتالوں کا منظر دل دہلا دینے والا ہے۔ ہر کمرے میں کھانستے اور سانس لینے والے مریض، آکسیجن سلنڈرز کی کمی، تھکے ہوئے ڈاکٹر، پریشان نرسیں اور خوف زدہ خاندان۔

بقیہ اگلے صفحے پر

نیپال میں حالیہ بحران !ایک تجزیاتی تحریر

دمہ، برونکائٹس، آنکھوں کی جلن، بخار اور موسمی بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ یہ صرف جسمانی صحت کو متاثر نہیں کر رہی ہیں، بلکہ زندگی کے ہر پہلو کو تہہ و بالا کر رہی ہیں۔ ہر گھر میں تناؤ، ہر آنکھ میں تشویش اور ہر دل میں درد چھپا ہوا ہے۔

بچے کمزور، مدافعتی نظام کے سبب زیادہ بیمار ہیں، ان کی ہنسی دب گئی ہے اور ہر سانس کے ساتھ خوف بڑھ رہا ہے۔ عورتیں گھریلو کام کے ساتھ پانی اور خوراک کی کمی کا سامنا کر رہی ہیں اور بزرگ اپنی پرانی بیماریوں میں شدت کے ساتھ نئی مشکلات سے دوچار ہیں۔ ہر گھر میں خوف اور تناؤ کی کیفیت ہے، ہر انسان اپنے بچوں، خاندان اور مستقبل کے لیے فکر مند ہے۔ صرف جسم ہی نہیں، ذہن بھی متاثر ہو رہا ہے۔ ہر طرف دھواں، ہر گلی میں تباہی اور ہر انسان کے دل میں ایک بوجھل سا غم چھایا ہوا ہے۔ ڈپریشن، ذہنی دباؤ، غصہ اور بے چینی میں اضافہ ہو چکا ہے۔ نوجوان بے سکونی میں ہیں، بچوں کی ہنسی دب گئی اور بزرگ خود کو بے بس محسوس کر رہے ہیں۔

عالمی ادارے بھی تشویش میں ہیں۔ WHO نے نیپال میں فضائی آلودگی کو خطرناک سطح پر قرار دیا، اور UNDP نے ماحولیاتی بحالی کے لیے ہنگامی منصوبوں پر زور دیا۔ بین الاقوامی ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ اگر فوری اقدامات نہ ہوئے تو نیپال میں صحت کا بحران قابو سے باہر ہو جائے گا۔

کاٹھمانڈو کی فضا ایسے لگتی ہے جیسے زمین نے خود پر سیاہ چادر اوڑھ لی ہو۔ ہر گلی میں ماسک پہنے بچے، دوائیں ڈھونڈتی مائیں، اور اسپتالوں کی قطاروں میں کھڑے بزرگ نظر آتے ہیں۔ ہوا کا ہر جھونکا زہر بھرا پیغام لے کر آتا ہے۔ یہ منظر انسان کے دل کو دبا دیتا ہے اور یہ احساس دلاتا ہے کہ نہ صرف سیاست، بلکہ فطرت بھی ان کے خلاف ہو گئی ہے۔

ماحولیات اور صحت کے مسائل اس بحران کا سب سے خطرناک پہلو ہیں۔ یہ مسائل وقتی نہیں، بلکہ نسلوں پر اثر ڈالنے والے ہیں۔ کاٹھمانڈو اور نیپال کے عوام کے سامنے اب یہ سوال ہے: کیا ہم سیاست کو سدھارنے کے ساتھ ساتھ اپنے ماحول اور صحت کو بھی بچا پائیں گے؟۔

ہر دھواں، ہر جلتی ہوئی زمین، ہر کھانستے ہوئے بچے اور ہر بیمار بزرگ اس سوال کو دہراتا ہے اور ہر دل میں یہ خواہش جاگتی ہے کہ شاید ابھی وقت ہے، شاید ابھی کوئی راستہ بچا ہے، کہ ہم اپنی زمین اور اپنی زندگی کو بچا سکیں۔

فیس بک، ٹوئٹر، انسٹا گرام اور یوٹیوب، یہ سب پلیٹ فارم پہلے تفریح کے لیے نہیں، بلکہ ایک جدوجہد کی جگہ، آواز بلند کرنے کا ذریعہ اور نوجوانوں کا میدانِ عمل تھے۔ لوگ وہاں اپنی کہانیاں بیان کرتے، اپنے درد بانٹتے، احتجاج کے لمحے شیئر کرتے اور امید کی کرنیں جلا رہے تھے۔ پھر اچانک، ایک حکم کی کالی گھٹا نے سب کچھ چھین لیا۔ حکومت نے سوشل میڈیا پر قدغن لگا دیا۔

وہ دنیا جو کبھی روشن، زوردار اور متحرک تھی، ایک دم اندھیرے میں ڈوب گئی۔ نوجوانوں کے فون کے سگنل غائب ہو گئے، چیٹ رومز سنسان ہو گئے، گروپس میں ہونے والی گفتگو ایک دم رُک گئی۔ ہر موبائل اسکرین پر ایک ہی فریاد ٹمٹما رہی تھی: ''ہمارا مائیک بند کر دیا گیا!'' یہ فریاد صرف ایک لفظ یا جملہ نہیں تھی، بلکہ ایک پورے معاشرے کا سانس رکا ہوا درد تھا۔

احتجاجی گروہ ایک دوسرے کے ساتھ نا امیدی کے اندھیروں میں گم ہو گئے۔ وہ جو پہلے ایک دوسرے کے پیغامات کا انتظار کرتے، اب بے یقینی میں گھٹن محسوس کر رہے تھے۔ ہر آنکھ میں خوف، ہر دل میں اضطراب اور ہر لمحہ ایک سوال: ''کیا ہم خاموش ہو جائیں گے؟۔ یا یہ خاموشی خود شور کی ایک نئی شکل اختیار کر لے گی؟''۔

جب سوشل میڈیا بند ہوا، تو خبریں بھی رک گئیں۔ سرکاری ذرائع خاموش ہو گئے اور میڈیا ہاؤسز میں بھی ایک عجیب سی گھٹن چھا گئی۔ افواہوں نے ہر گوشے میں جگہ بنا لی۔ ایک طرف کہا گیا کہ حکومت گر گئی ہے، دوسری طرف کہا گیا کہ فوج اقتدار سنبھالنے والی ہے اور کچھ نے دعویٰ کیا کہ چین یا بھارت نے حالات پر قابو پا لیا ہے۔ عوام کے ذہن میں حقیقت اور فسانہ کا فرق مٹ گیا۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے: ''کیا واقعی یہ سب ہو رہا ہے؟'' اور جواب ملتا: ''پتہ نہیں، بس سناہ' یہ معلوماتی خلا ایک طوفان کی صورت اختیار کر گیا۔

ہر خبر کے ساتھ خوف اور الجھن بڑھتی گئی۔ ہر روز اور ہر لمحہ، لوگوں کے دلوں میں بے یقینی کا سیلاب اُبھرتا۔ اور وہ نوجوان جو پہلے اپنے پیغامات کے ذریعے امید جگاتے، اب اپنے دوستوں کی حالتِ بے یقینی دیکھ کر خوف کے سائے میں ڈوب گئے۔

احتجاجی غصہ ایک اور رخ اختیار کرنے لگا۔ جب عوام نے محسوس کیا کہ میڈیا ان کا ترجمان نہیں بلکہ حکومت کا آلہ کار بن چکا ہے، تو غصے نے شکل اختیار کی۔ بڑے میڈیا ہاؤسز پر مشتعل احتجاجی ٹوٹ پڑے۔ اخبارات کی کاپیاں سڑکوں پر پھاڑ کر پھینکی گئیں۔ کچھ نیوز چینلز کے دفاتر نذرِ آتش کر دیے گئے۔ صحافیوں کو دھمکیاں دی گئیں اور کئی زخمی بھی ہوئے۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ عوام نے میڈیا پر اعتماد کھو دیا ہے اور سچائی کی تلاش اب خطرے میں تھی۔

مگر کچھ صحافی خاموش نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر سچ کو عوام تک پہنچایا۔ کسی نے موبائل فون سے خفیہ ریکارڈنگ کی، کسی نے بیرونی ایجنسیوں کو رپورٹ بھیجی اور کئی کو پولیس نے گرفتار کیا مگر وہ پیچھے نہیں ہٹے۔ یہ صحافی آج کے دور کے گمنام ہیروز ہیں، جنہوں نے اپنے قلم اور کیمرے سے عوام کو حقائق سے روشناس کرایا۔ ہر خفیہ ویڈیو، ہر ریکارڈنگ، ہر رپورٹ عوام کو سچ کی کرن فراہم کرتی رہی، جیسے اندھیرے میں روشنی کی ایک نرم کرن۔

جب مرکزی سوشل میڈیا بند ہوا، تو نوجوان مایوس نہ ہوئے۔ انہوں نے VPN کے ذریعے بیرونی دنیا سے رابطہ کیا، نئے مقامی ایپس بنائے اور احتجاجی پیغامات خفیہ گروپس میں پھیلائے۔ ہر نیا پلیٹ فارم ایک چھوٹی جیت تھی، ہر پیغام عوام کی امید کی ایک کرن۔ نوجوانوں کی یہ جدوجہد یہ ثابت کر رہی تھی کہ ٹیکنالوجی کو مکمل طور پر بند کرنا ناممکن ہے۔

عوام پر اثرات واضح تھے۔ لوگ سچ اور جھوٹ میں فرق نہ کر سکے۔ خوف، بے اعتمادی اور اضطراب بڑھ گیا۔ کئی لوگ جھوٹی خبروں پر عمل کر کے نقصان اٹھا بیٹھے۔ حکومت پر اعتماد مزید کم ہو گیا، عالمی سطح پر بدنامی ہوئی اور حکومت پر اظہار رائے دبانے کا الزام لگا۔ امریکہ اور یورپ نے آزادی اظہار پر پابندی کی مذمت کی، جبکہ چین نے حکومت کے اقدامات کو اندرونی معاملہ قرار دیا۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے صحافیوں پر تشدد اور میڈیا بلیک آؤٹ کے خلاف رپورٹیں شائع کیں۔

سوشل میڈیا اور میڈیا کی آزادی پر قدغن نے اس بحران کو مزید سنگین بنا دیا۔ عوامی طاقت کو دبایا نہیں جا سکتا، سچائی کے چراغ کو بجھایا نہیں جا سکتا اور نوجوان ہی وہ نسل ہیں جو نئے پلیٹ فارم بنا کر اپنی آواز دنیا تک پہنچائیں گے۔ ہر نیا پیغام، ہر چھپی ہوئی ویڈیو اور ہر خفیہ ریکارڈنگ اس بات کی گواہی ہے کہ سچائی کی جستجو کبھی رُک نہیں سکتی، اور امید ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔

ہر گلی، ہر کوچہ، ہر گھر، ہر موبائل اسکرین ایک چھوٹا میدانِ جنگ بن گیا۔ نوجوان اپنے دوستوں کو خبر پہنچا رہے ہیں، صحافی اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر سچ کا چراغ جلائے ہوئے ہیں، اور عوام کی آنکھیں امید کی کرن دیکھنے کو بے تاب ہیں۔ یہ ایک ایسا منظر ہے جس میں خاموشی بھی شور مچا رہی ہے، خوف بھی حوصلہ بڑھا رہا ہے اور ہر لمحہ بحران کے درمیان انسانی ہمت کی ایک نئی مثال پیدا ہو رہی ہے۔

نیپال کی معیشت ہمیشہ تین ستونوں پر کھڑی تھی، جیسے کسی قدیم عمارت کے ستون جو صدیوں کی طوفانی ہواؤں اور زلزلوں کے باوجود قائم ہیں۔ ایک طرف ترسیلاتِ زر، وہ قربانی اور محنت جو بیرونِ ملک جانے والے نیپالی مزدور اپنے گھروں کے لیے بھیجتے، دوسرا سیاحت، ہمالیہ کی برف پوش چوٹیوں، ایورسٹ کی بلندیاں، کاش میری مسجد کی سیاحت اور بدھ مت کے تاریخی مقامات کی روشنی میں دنیا بھر کے سیاحوں کو مدعو کرتی، اور تیسرا زراعت، دیہی علاقوں کی زمینوں سے اٹھتی فصلیں، جو ہر گھریلو دستر خوان کی بنیاد بناتیں۔ مگر جب سیاسی بحران کی آندھی نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا، یہ تین ستون لرز اٹھے، جیسے کوئی بُرا خواب حقیقت بن گیا ہو۔

احتجاج کی آگ نے سرحدی کسٹمز دفاتر کو جلا کر راکھ کر دیا۔ بھارت کے ساتھ تجارتی راستے بند ہو گئے، اور درجنوں کنٹینر بارڈر پر پھنس گئے۔ کاٹھمنڈو کی گلیوں میں آٹا، چاول، دال اور تیل دوگنی قیمت پر بکنے لگے۔ دکان دار خالی ریک کے سامنے بیٹھے اور ایک ماں اپنے بچوں کے لیے چند سکے لے کر سبزی والے کے سامنے کھڑی رہی، مگر سبزی والا صرف خاموشی سے سر جھکائے رہ گیا۔ ہر خالی ریڑھ اور سنسان بازار کی گونج عوامی کرب کی ایک زبانی تصویر بن گئی۔

سیاحت، جو ہمیشہ نیپال کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی رہی، وہ بھی ختم ہوتی امیدوں کی طرح سنسان ہو گئی۔ غیر ملکی سیاح بدامنی اور احتجاج سے خوفزدہ ہو کر واپس پلٹ گئے۔ ہوٹل خالی پڑ گئے، گائیڈز اور پورٹرز بے روزگار ہو گئے۔ ہمالیہ کی برف اب بھی اپنی چمک میں موجود تھی، مگر راستے سنسان تھے اور ہر قدم پر انسانی امید کی کمی محسوس کی جا سکتی تھی۔

ترسیلاتِ زر میں کمی نے دیہی علاقوں کے خاندانوں پر تباہ کن اثر ڈالا۔ باہر کے نیپالی مزدوروں نے کرپشن اور سیاسی بدامنی کی خبریں سن کر اپنی کمائی بھیجنا کم کر دیا۔ کچھ کہتے تھے: ''ہماری محنت کی کمائی کرپٹ ہاتھوں میں نہ جائے۔'' نتیجہ یہ نکلا کہ وہی خاندان جو مکمل طور پر ترسیلات پر انحصار کرتے تھے، اچانک بدترین بحران میں آ گئے۔ دودھ کے گھڑے، سبزی کی ٹوکریاں اور روزمرہ کی ضروریات کی قلت نے دیہات میں زندگی کو دشوار کر دیا۔

مہنگائی نے آسمان چھو لیا۔ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں بڑھ گئیں، سبزیوں کے دام تین گنا تک پہنچ گئے اور عام مزدور کی دہاڑی ختم ہو گئی کیونکہ کام ہی نہ تھا۔ کئی گھروں میں چولہا ٹھنڈا رہ گیا، بچے بھوکے سو گئے اور عورتیں اپنے زیورات بیچ کر آٹا خریدنے پر مجبور ہوئیں۔ شہر اور دیہات دونوں طرف ایک ہی سانس میں غربت اور پریشانی نے دلوں کو دبایا۔

بے روزگاری نے بھی ہر طرف سایہ ڈالا۔ تعمیراتی پروجیکٹس رک گئے، کارخانوں میں تالے لگ گئے۔ مزدور دن بھر سڑک پر بیٹھے رہتے اور شام کو خالی ہاتھ لوٹتے۔ کاٹھمانڈو کی گلیوں میں ایک ہی آواز سنائی دیتی: ''کھانے کو کچھ نہیں، احتجاج ہی باقی ہے۔'' اور یہ احتجاج صرف غصے کی آواز نہیں، بلکہ بھوک کی چیخ بن گیا تھا۔

دیہی علاقوں میں کسان اپنی سبزیاں شہر لے کر نہیں جا سکے، دودھ ضائع ہونے لگا اور مویشی پالنے والے چارہ نہیں خرید سکے۔ ایک طرف شہر میں مہنگائی، دوسری طرف گاؤں میں اشیا کی بربادی! یہ تضاد عوامی کرب کی علامت بن گیا۔ عورتیں گھر چلانے کے لیے قرض لینے پر مجبور ہوئیں، بچے اسکول چھوڑ کر مزدوری پر نکلے اور غذائی قلت نے کمزور بچوں کو بیمار کر دیا۔ یہ سب بحران کا سب سے دکھ بھرا پہلو تھا۔

عالمی اداروں نے بھی خبردار کیا۔ IMF اور ورلڈ بینک نے نیپال کی معیشت کو ''انتہائی کمزور'' قرار دیا، جبکہ UN نے کہا کہ اگر حالات نہ سنبھلے تو نیپال بھوک کے عالمی انڈیکس میں اور نیچے جا سکتا ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کار پیچھے ہٹ گئے اور امیدوں کی روشنی مدھم پڑ گئی۔

کاٹھمانڈو کی بازار کی سڑکیں سنسان تھیں، دکان دار خالی ریک کے سامنے بیٹھا اور ایک ماں ہاتھ میں چند سکے لیے بچوں کے لیے آلو مانگتی، لیکن ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یہ صرف معیشت کا بحران نہیں تھا، بلکہ انسانی المیہ تھا، وہ درد جس نے ہر انسان کے دل پر گہرا نشان چھوڑا۔

یہ واضح ہو گیا کہ سیاسی بحران صرف حکومتوں کا مسئلہ نہیں، بلکہ ہر غریب انسان کے چولہے تک پہنچتا ہے۔ احتجاج صرف غصے کا اظہار نہیں، بلکہ بھوک کے خلاف ایک چیخ ہے۔ نیپال کی بقا تب ہی ممکن ہے جب معیشت کو کرپشن سے آزاد کیا جائے اور عوام کو ریلیف دیا جائے۔ اور جب تک یہ نہ ہو، ہر دن ایک نئے خوف اور پریشانی کا پیغام لے کر آئے گا، ہر بازار اور ہر گلی، ہر گھر اور ہر دل میں اس بحران کی گونج سنائی دے گی۔

فضائیں پہلے ہی سیاہ دھند کی چادر میں لپٹی ہوئی تھیں، مگر احتجاج اور جلاؤ گھیراؤ نے اس دھند کو آگ کے زہر میں بدل دیا۔ ہر گلی، ہر کوچہ دھوئیں کے بوجھ تلے دبا تھا، اور سانس لینا ہر کسی کے لیے ایک عذاب بن گیا تھا۔ بچے کھانسی کے دوروں میں کمر کے بل گر رہے تھے، بزرگ آنکھیں بند کیے خوف اور حیرت میں گم تھے اور جوان خوف کے مارے اپنے گھر سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں کر پا رہے تھے۔ اسپتالوں کے دروازے کھلے مگر اندر کا منظر قیامت جیسا تھا۔ زخمی مظاہرین، پولیس اہلکار اور خوفزدہ شہری ایک ہی وقت میں مدد کے منتظر تھے، مگر آکسیجن کی کمی، دوا کی کمی، اور ڈاکٹرز کی تھکن ہر امید کو مدھم کر رہی تھی۔

جلتے ہوئے دفاتر اور گوداموں کی راکھ میں کھانے پینے کا ذخیرہ جل کر خاک ہو چکا تھا۔ پینے کے پانی کی لائنیں تباہ ہو گئی تھیں اور غریب خاندانوں کے لیے صاف پانی ایک خواب بن گیا تھا۔ بچے اور بزرگ ڈائریا اور پیٹ کی بیماریوں کا شکار ہو گئے، اور حاملہ خواتین تک بروقت طبّی سہولت سے محروم رہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کو اسپتال تک پہنچانے کے لیے محفوظ راستہ ڈھونڈتے رہے، مگر ہر گلی اور ہر سڑک خوف کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔

نوجوانوں میں خوف اور بے چینی ایک مستقل ہمسفر بن چکی تھی۔ ہر کمرے، ہر گھر میں ایک خاموش ڈپریشن چھایا ہوا تھا۔ بزرگ صدائیں بلند کرتے: ''یہ وہ نیپال نہیں جو ہم نے دیکھا تھا'' اور بعض نوجوان اپنی بے بسی سے خود کو دنیا سے الگ کر لیتے۔ خودکشی کے واقعات میں اضافہ ہوا، خاص طور پر وہ نوجوان جو روزگار کے بغیر، امید کے بغیر، اپنے مستقبل کی روشنی دیکھ نہ سکے۔

فضائی آلودگی کی شدت اتنی تھی کہ سورج کی روشنی بھی دھوئیں کے بوجھ تلے مدھم ہو گئی۔ ٹائر جل رہے تھے، گاڑیاں جل رہی تھیں اور سرکاری عمارتوں سے اٹھنے والا دھواں فضا کو ایک سیاہ چادر میں لپیٹ رہا تھا۔ WHO نے کاٹھمانڈو کو دنیا کے خطرناک ترین شہروں میں شامل کیا۔ ماسک عوام کے لیے ضروری ہو گئے مگر ہر کسی کے پاس خریدنے کی استطاعت نہیں تھی۔ لوگ سانس کی تکلیف میں جکڑے ہوئے اور ہر سانس ایک نئی اذیت بن گئی۔

انسانی بحران ہر گھر تک پہنچ چکا تھا۔ راشن ختم ہو چکا، کرفیو کی سختیاں بھوک و پیاس کو اور بڑھا رہی تھیں۔ کئی خاندان اپنے بیمار عزیزوں کے لیے دوا تک نہ پہنچا سکے اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہر آنکھ میں درد، ہر دل میں کرب اور ہر سانس میں خوف گھرا ہوا تھا۔

عالمی ادارے، جیسے ریڈ کراس اور میڈیسنز سان فرنٹیئر، ایمرجنسی ٹیمیں بھیجنے پر مجبور ہوئے۔ یونیسف نے بچوں کی غذائی قلت پر تشویش ظاہر کی اور WHO نے ماسک، ویکسین اور طبّی سامان فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ مگر ان امدادی کوششوں کے باوجود، ہر آدمی کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ بحران انفرادی اور اجتماعی زندگی کی بنیادوں کو ہلا رہا ہے۔

تصور کریں: ایک ماں اپنے بچے کو گود میں اٹھائے اسپتال کی طرف دوڑ رہی ہے۔ بچہ کھانسی کے دورے میں بے حال ہے، اور ہر لمحہ ایک نئی موت کا پیغام لاتا ہے۔ اسپتال پہنچ کر پتہ چلتا ہے کہ آکسیجن ختم ہو چکی ہے۔ ماں کے آنسو اور بچے کی سسکیاں، شہر کی ہر گلی میں گونج رہی ہیں۔ یہ منظر سیاسی کشمکش کی کسی بھی بحث سے ہزار گنا زیادہ دردناک ہے، کیونکہ یہاں صرف طاقت یا احتجاج نہیں بلکہ زندگی اور موت کی لڑائی چل رہی ہے۔

یہ مرحلہ ہمیں بتاتا ہے کہ سیاسی بحران صرف طاقت کی کشمکش نہیں بلکہ عام انسان کی جان کا سوال ہے۔ آلودگی اور صحت کے مسائل نے نیپال کے عوام کو مزید کمزور کر دیا ہے۔ ہر گھر، ہر گلی، ہر انسان اب اس بحران کا حصہ ہے، اور ہر سانس، ہر آنسو اور ہر دھواں ایک زہر کی طرح ہر دل میں بس رہا ہے۔

سڑکیں اب خاموش نہیں رہیں۔ ایک خوفناک سکوت چھایا ہوا تھا، جیسے ہر دیوار اور ہر فٹ پاتھ سانس روک کر کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو۔ احتجاج کے شعلے پھیلتے گئے، پولیس کے ہاتھ میں طاقت کم پڑ گئی اور شہر کی فضا میں ایک نیا، سنسنی خیز عنصر داخل ہوا، فوج۔ ہیلمٹ میں لپٹے سپاہی، کندھے پر بندوقیں اور ڈھالوں کی چمکدار سطحیں، ہر گلی کے چوراہے پر کھڑے ہو گئے۔ ان کی موجودگی نے عوام کے دلوں میں خوف کی ایک گہری تہہ ڈال دی۔ یہ خوف صرف طاقت کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس حقیقت کی بھی کہ اب ہر قدم، ہر سانس اور ہر نظر کسی کڑی نگرانی کے تحت تھا۔

رات کے سائے میں سائرن بجا۔ ایک دھواں سا پھیل گیا اور اعلان ہوا کہ کوئی بھی گھر سے باہر نہیں نکلے گا۔ دن کے اجالے میں بھی نقل و حرکت پر پابندی تھی، صرف مختصر گھنٹوں کی اجازت۔ بازار بند تھے، اسکول سنسان، عبادت گاہیں خالی۔ جو باہر نکلا، فوراً فوج کی گرفت میں آ گیا۔ کرفیو نے زندگی کو جیل کی طرح قید کر دیا اور لوگوں کے دلوں میں ناامیدی کے بیج بوتے گئے۔ بیمار مریض دوا نہ لے سکے، مزدور کام پر نہ جا سکے، طلبہ امتحانات سے محروم رہے اور کسان اپنی تازہ سبزیاں شہر تک نہ پہنچا سکے۔ کرفیو نے احتجاج کو دبانے کی بجائے عوامی دکھ بڑھا دیے اور ہر دن ایک نیا عذاب بن کر سامنے آیا۔

ہر گلی اور ہر چوراہے پر فوجی چیک پوسٹیں قائم ہو گئیں۔ ہر آنے جانے والے کی تلاشی لی جانے لگی۔ بے گناہ لوگ بھی حراست میں آتے، خوف اور شک کی فضا مزید گھنی ہوتی گئی۔ عوام اور فوج کے درمیان ایک انوکھا فاصلہ پیدا ہو گیا، ایک ایسا فاصلہ جو صرف طاقت اور اطاعت کے درمیان موجود تھا، انسانی ہمدردی اور ضرورت کے لیے کوئی جگہ نہ چھوڑتا۔

اسی دوران سیاسی حلقوں میں ''عبوری حکومت'' کی باتیں سنائی دینے لگیں۔ کچھ نے کہا یہ فوجی حکومت کا دوسرا نام ہے، کچھ نے کہا یہ نئے انتخابات کی تیاری ہے، مگر عوام کے کانوں میں یہ سب محض الفاظ لگے۔ ''چہرے بدلتے ہیں، نظام نہیں'' یہ نعرہ ہر محفل میں سنائی دیتا رہا۔ دنیا بھی خاموش نہیں رہی۔

۔کاٹھمنڈو کی راتیں ایک نئی تصویریں پیش کر کرفیو کے باوجود نوجوانوں نے ''ہامی نیپال'' کے جھنڈے تھامے اور گلیوں میں نکل آئے۔ ان کی آوازیں دیواروں کو چیر رہی تھیں: ''ہم خاموش نہیں رہیں گے!'' فوج نے آنسو گیس کے شیل اور ربڑ کی گولیاں استعمال کیں، کئی زخمی ہوئے مگر ان کا عزم نہ ٹوٹا۔ یہ نوجوان خوف اور طاقت کے سامنے انسانیت کی آواز بن کر کھڑے تھے اور ان کی ہر ہچکچاہٹ نے شہری دلوں میں نیا حوصلہ پیدا کیا۔

حکومت نے عبوری اقدامات کا اعلان کیا۔ کمیٹیاں بنیں، نئے انتخابات کی باتیں کی گئیں، کرپشن کیسز کھولنے کا وعدہ کیا گیا۔ مگر عوام کو یقین نہیں آیا، کیونکہ وہ ان وعدوں کو بارہا سن چکے تھے رہی تھیں: ہر گلی میں فوجی کھڑے، ایک ماں اپنے بیمار بچے کے ساتھ اسپتال پہنچنے کی کوشش کرتی، مگر راستہ روک دیا جاتا۔ ''بیٹا مر جائے گا!'' وہ چیختی اور سپاہی اپنی آنکھیں جھکا لیتا، مگر حکم کی زنجیر اسے نرم نہیں ہونے دیتی۔ انسانی درد اور طاقت کی ٹکراؤ کی یہ تصویر اور وہ لمحہ تھا جہاں ہر شخص اپنی اخلاقی اور فطری شناخت کے ساتھ سامنا کر رہا تھا۔

یہ سب ہمیں بتاتا ہے کہ فوجی مداخلت وقتی سکون دیتی ہے، مگر عوامی غصہ نہیں بجھا سکتی۔ کرفیو، احتجاج کو ختم نہیں کرتا، بلکہ اندر ہی اندر اسے اور بھڑکاتا ہے۔ عبوری حکومت اگر عوامی اعتماد حاصل نہ کرے تو یہ بھی محض ایک اور کھیل بن جاتی ہے۔ اور شہر کے ہر چوراہے، ہر گلی اور ہر سانس اس حقیقت کا شاہد ہے کہ طاقت اور انسانیت کا یہ کھیل کبھی ختم نہیں ہوتا، صرف بدلتا رہتا ہے

گنجان بازار، پرانے سنگ مرمر کے محلوں کے درمیان، ہر روز ایک نئی داستان رقم ہو رہی تھی۔ یہاں کی فضا میں خون اور دھول کے درمیان کچھ نیا، کچھ روشن اور کچھ بے مثال پیدا ہو رہا تھا۔ نوجوان اپنے دلوں میں ایک غیر معمولی توانائی لیے سڑکوں پر نکل آئے تھے۔ ہر آنکھ میں امید تھی، ہر سانس میں عزم اور ہر قدم کے ساتھ ایک نئی حقیقت کا جنم۔ پرانے سیاست دان، جو برسوں سے اقتدار کی کرسیوں پر جمی ہوئی کرپشن اور مفادات کی جنگ میں الجھے تھے، اب خاموشی اختیار کیے، جیسے وہ جان گئے ہوں کہ ان کے بھروسے کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

نوجوانوں نے محسوس کیا کہ اگر وہ آگے نہ بڑھیں، اگر وہ اپنی آواز بلند نہ کریں، تو ملک کا مستقبل تاریک، بے ربط اور برباد ہو جائے گا۔ احتجاج صرف شور و توڑ پھوڑ نہیں تھا، یہ ایک اعلان تھا کہ تبدیلی کی صبح قریب ہے اور وہی لوگ اسے لے کر آئیں گے جنہوں نے پہلے کبھی خاموشی اختیار نہیں کی۔ ہر نوجوان کے اندر ایک سوال گونج رہا تھا: ''کیا ہم بس دیکھتے رہیں یا اس ملک کی تقدیر بدلیں؟'' اور یہی سوال انہیں ہر خوف اور ہر رکاوٹ کے باوجود محنت، جرات اور قربانی کی طرف لے گیا۔

''ہامی نیپال'' تحریک اسی جرأت کا نام بن گئی۔ ''ہامی''، یعنی ''ہم''، یعنی اجتماعی طاقت، ایک آواز جو یونیورسٹی کے کلاس رومز سے لے کر گاؤں کی پکی گلیوں تک سنائی دی۔ نوجوانوں نے اپنے نعرے بلند کیے: ''یہ ملک ہمارا ہے، اس کی تقدیر ہم بدلیں گے!'' اور یہ نعرہ صرف لفظ نہیں، بلکہ ایک انقلاب کی نوید تھا۔

طلبہ لیڈر، کچھ سول سوسائٹی کے نمائندے اور وہ پرانے رہنما جو سمجھ گئے کہ زمانہ بدل رہا ہے، سب نے نوجوانوں کے ساتھ جڑ کر اپنی نئی سیاسی شناخت بنائی۔ ہر نوجوان لیڈر کی کہانی میں ایک انوکھا عزم چھپا تھا اور ہر نئے چہرے کے پیچھے ملک کی بھلائی کا خواب۔

بقیہ اگلے صفحہ پر

نیپال میں حالیہ بحران! ایک تجزیاتی تحریر

لیکن یہ سفر آسان نہیں تھا۔ پرانے سیاست دان ہر قدم پر نوجوانوں کو ''ناتجربہ کار'' کہہ کر روکنا چاہتے، میڈیا کے کچھ ادارے خریدے گئے تاکہ ان کی آواز دبی رہے اور بیرونی طاقتیں بھی اس تحریک کو کمزور کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ مگر نوجوانوں نے ہمت نہ ہاری۔ ہر تنقید، ہر الزام اور ہر رکاوٹ کو انہوں نے اپنی طاقت میں بدل دیا۔

کاٹھمانڈو کے دربار اسکوائر پر ہزاروں نوجوان جمع تھے، ہاتھوں میں موبائل فون کی فلیش لائٹ روشن اور ہر چہرہ امید اور عزم سے چمک رہا تھا۔ ایک نوجوان بلند آواز میں کہتا ہے: ''ہم خاموش نسل نہیں، ہم تبدیلی کی نسل ہیں!'' اور پورا میدان ایک ساتھ نعرہ لگاتا ہے: ''ہامی نیپال! ہامی نیپال!'' یہ منظر ایک نئی صبح کا اعلان تھا، ایک نئے دور کی شروعات اور ایک مستقبل کی روشنی۔

نوجوانوں نے اپنے سیاسی وژن کو واضح کیا: شفاف حکومت، کرپشن سے پاک نظام، تعلیم اور روزگار پر سرمایہ کاری، عوامی شمولیت پر مبنی جمہوریت اور ماحول و صحت کی بہتری۔ یہ وژن نوجوانوں کی تحریک کا بنیادی ستون بن گیا۔

عوامی حمایت بھی حیرت انگیز تھی۔ عورتیں، کسان، مزدور، دیہی اور شہری سب نے نوجوانوں کے ساتھ قدم بڑھایا۔ ہر جلسہ، ہر جلوس اور ہر نعرہ ایک نئے خواب کی تصویر بن گیا۔ عالمی میڈیا نے بھی ''ہامی نیپال'' کو نئی سیاسی طاقت کے طور پر دکھانا شروع کیا۔ این جی اوز اور تھنک ٹینکس نے اسے نیپال کے مستقبل کی امید قرار دیا۔ حکومتیں محتاط ہو گئیں، خوفزدہ تھیں کہ کہیں یہ تحریک ان کے مفادات کو نقصان نہ پہنچادے۔

نوجوانوں کی تحریک کا ہر پہلو ایک داستان تھا۔ یونیورسٹیوں میں طلبہ کے اجلاس، گاؤں کی چھوٹی چوپڑیاں اور سڑکوں کے کنارے ہونے والے جلسے، ہر جگہ ایک نئے سیاسی شعور کی علامت بن گئے۔ ہر نوجوان کی بات، ہر نعرہ، ہر پوسٹر اور ہر فلائر، ملک کی تقدیر بدلنے کی جرات کا ثبوت تھا۔

یہ تحریک صرف سیاسی میدان میں قدم رکھنے کی کہانی نہیں تھی، بلکہ یہ نوجوانوں کی خودی، ان کے خوابوں اور ان کے عزم کی کہانی تھی۔ انہوں نے دکھایا کہ نیپال کی اصل طاقت اس کے نوجوان ہیں۔ پرانا نظام ماضی کی زنجیر ہے اور نوجوان مستقبل کی روشنی ہیں۔ ''ہامی نیپال'' صرف ایک تحریک نہیں، بلکہ امید، تبدیلی، اور نیا آغاز ہے۔

ہر گلی، ہر سڑک، ہر یونیورسٹی اور ہر دیہات میں اس تحریک کی لہر محسوس کی گئی۔ نوجوانوں نے ملک کے ہر کونے میں اپنے پیروں کے نشان چھوڑنے شروع کیے، اپنے نظریات کی روشنی پھیلائی اور پرانی قیادت کو یہ سکھا دیا کہ اقتدار صرف کرسیوں پر بیٹھنے کا نام نہیں، بلکہ عوام کی خدمت اور ان کے خوابوں کو حقیقت بنانے کا نام ہے۔

نوجوانوں کی اس تحریک نے نہ صرف سیاسی میدان میں، بلکہ سماجی اور ثقافتی سطح پر بھی تبدیلی کی۔ وہ فن، ادب اور موسیقی کو بھی اپنے پیغام کا حصہ بناتے۔ ہر نظم، ہر گیت، ہر خاکہ نوجوانوں کے عزم اور آزادی کے جذبے کو اجاگر کرتا۔ دیہی علاقوں کے کسان اور مزدور بھی اس تحریک کے ساتھ جڑ گئے، کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ اب صرف باتیں نہیں، بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔

نوجوانوں کی یہ تحریک اور ان کا عزم ایک تاریخ رقم کر رہا تھا جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بنے گا۔ ہر دن، ہر لمحہ، ہر احتجاج اور ہر نعرہ ایک روشن دن کی طرف قدم بڑھانے کا ثبوت تھا۔

رات ایک ایسی خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی کہ لگتا تھا جیسے زمانہ رک گیا ہو۔ ہر گلی سنسان، ہر چراغ بجھا ہوا اور ہر گوشہ مٹی اور دھواں میں چھپا ہوا تھا۔ شہر کی فضائیں خون کی بو، اور جلتی ہوئی عمارتوں کی دھک سے بھری ہوئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بازار، جو دن میں بچوں کی ہنسی اور عورتوں کی آوازوں سے گونجتے تھے، اب سنسان پڑے تھے۔ لوگ گھروں کی کھڑکیوں سے باہر جھانک رہے تھے، خوف زدہ اور اضطراب میں گھرے ہوئے۔

شہری نوجوان چھتوں پر کھڑے تھے، ہاتھوں میں مشعلیں اور دلوں میں عزم لیے۔ ان کی آوازیں خاموش گلیوں میں گونج رہی تھیں اور ہر نعرہ ایک نئے انقلاب کی کہانی سناتا تھا۔ ان کی روشنی اندھیروں میں چھپی امید کی کرن تھی، جو پورے شہر کی زندگی میں ایک نیا جذبہ پیدا کر رہی تھی۔ یہ منظر کاٹھمانڈو کے بحران کی دو دھاری تصویر پیش کر رہا تھا: ایک طرف تباہی اور خوف، دوسری طرف حوصلہ اور روشنی۔

کاٹھمانڈو کی گلیوں سے دور، نیپال کے دیہات بھی تباہی کے سائے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کسان اپنی برباد فصل کے درمیان بیٹھے، ہاتھوں میں مٹی کی خوشبو اور دل میں اندیشہ لیے ہوئے تھے۔ ہر کھیت، جو کبھی ہریالی سے بھرا ہوتا تھا، اب سنسان پڑا تھا۔ زمین کے ہر دانے میں محنت اور محبت کی خوشبو تھی، مگر اب وہ سب درد میں بدل چکی تھی۔

اس بحران نے پورے ملک کو ایک شیشے میں دیکھنے کا موقع دیا، جہاں ہر زاویہ صاف نظر آرہا تھا۔ طاقت کے کھیل عوام کو کمزور کرتے ہیں، کرپشن قوموں کو کھوکھلا کر دیتا ہے اور سچائی و آزادی کبھی دبائی نہیں جاسکتیں۔ ہر گلی میں، ہر چھت پر، ہر دل میں یہ سبق گونج رہا تھا: ''جب عوام متحد ہوں، تو کوئی طاقت انہیں اپنے خواب سے محروم نہیں کرسکتی۔''

یہ منظر صرف سیاسی اور سماجی تبدیلیوں کا نہیں تھا۔ یہ انسانی درد اور الم کا منظر بھی تھا۔ لاشیں گلیوں میں گری ہوئی تھیں، بھوک نے بچوں کے لبوں کو خشک کیا، بیمار آکسیجن کے بغیر تڑپ رہے تھے۔ یہ سب منظر نیپال کی تاریخ کے اندھیروں میں درج ہو گئے۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ ان اندھیروں میں، زندگی کی ایک کرن ہمیشہ جلتی رہتی ہے۔

اسی گہرے اندھیرے میں، نوجوانوں نے مشعلیں اٹھائیں۔ ماں نے کہا: ''میرے بچے کا مستقبل بہتر ہوگا۔'' مزدور نے اعلان کیا: ''ہم ہاریں گے نہیں۔'' یہ امید ہی تھی جو بحران کو شکست دے سکتی تھی۔ ہر چھوٹی روشنی، ہر بلند آواز اور ہر نعرہ ایک نیا سبق دیتا تھا، کہ انسان کی حوصلہ مندی، جذبہ اور اتحاد، اندھیروں سے بھی بڑی طاقت رکھتے ہیں۔

اگر ''ہامی نیپال'' جیسے گروہ اپنی سچائی اور خلوص پر قائم رہیں تو سیاست کا چہرہ بدلے گا۔ کرپشن کی جڑیں ہلیں گی، تعلیم، صحت اور معیشت میں نئی جان آئے گی۔ نوجوان ملک کے ستون بنیں گے اور وہی ستون نیپال کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جائیں گے۔ ہر نوجوان کی محنت، ہر استاد کی لگن اور ہر والدین کا خواب، ملک کی تقدیر بدلنے کا سبب بن سکتا ہے۔

نیپال اکیلا نہیں ہے۔ دنیا اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔ چین، امریکہ اور بھارت کے مفادات اپنی جگہ ہیں، مگر اصل فیصلہ نیپال کے عوام اور نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ عالمی طاقتیں، معیشت، اور سیاست سب کے باوجود، یہ عوام کی سوچ، ان کی یکجہتی، اور ان کے خواب ہیں جو مستقبل کی سمت طے کریں گے۔

تصور کریں: کاٹھمانڈو کی رات ہے، چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اچانک ہزاروں موبائل فون کی لائٹس جل اٹھتی ہیں۔ یہ روشنی ایک ایک کر کے گلیوں، کوچوں، اور چہروں پر پھیلتی ہے۔ ہر روشنی میں ایک نیا عزم، ہر چہرے پر ایک نئی امید، اور ہر آواز میں تبدیلی کا جذبہ چھپا ہے۔ ان روشنیوں کے درمیان ایک آواز بلند ہوتی ہے: ''یہ نیپال ہمارا ہے!'' اور پورا شہر امید کی گونج سے لرز اٹھتا ہے۔ یہ وہ لمحہ ہے جب عوام نے ثابت کیا کہ اندھیرے ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتے اور روشنی، چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، آخرکار اندھیروں کو توڑ دیتی ہے۔ یہ بحران ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اندھیرے ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتے۔

نیپال کا ''کل'' اس کے نوجوانوں کے عزم اور عوام کے اتحاد سے روشن ہوگا۔ نیپال کی تاریخ میں یہ لمحہ صرف ایک واقعہ نہیں، بلکہ ایک سبق ہے، ایک پیغام ہے: امید کبھی ختم نہیں ہوتی، اور انسان کی ہمت، حوصلہ اور جذبہ ہمیشہ روشنی پیدا کرتے ہیں۔

نیپال کی فضاؤں میں اس وقت ایک سنگین سیاسی طوفان برپا ہے، جس کی گونج دور دور تک سنائی دے رہی ہے۔ یہ بحران نوجوانوں کی ایک بے مثال بغاوت کی صورت میں سامنے آیا ہے، جس نے حکومت کے ستونوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

سب سے پہلے، حکومت نے ۲۶ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر پابندی عائد کی تھی، جسے نوجوانوں نے آزادیِ اظہار پر حملہ سمجھا۔ اس کے ردعمل میں، ملک بھر میں احتجاج شروع ہوئے جو جلد ہی پرتشدد مظاہروں میں بدل گئے۔ مظاہرین نے وزیرِاعظم کے گھر کو نذرِآتش کیا، سابق وزیرِاعظم کے اہلِ خانہ کو زندہ جلا دیا اور پارلیمنٹ سمیت اہم سرکاری عمارتوں کو آگ لگا دی۔ یہ احتجاج اتنے شدت اختیار کر گئے کہ وزیرِاعظم کے استعفے کے بعد بھی عوامی غصہ ٹھنڈا نہ ہوا۔

اس دوران، جیلوں سے ۱۳۵۰۰ سے زائد قیدی فرار ہو گئے، جن میں سے کئی بھارت میں مطلوب ہیں۔ یہ صورتِ حال نہ صرف نیپال بلکہ بھارت کے لیے بھی تشویش کا باعث بنی ہے۔ حالات کی سنگینی کے پیشِ نظر، حکومت نے ملک بھر میں کرفیو نافذ کر دیا ہے اور فوج کو امن و امان قائم رکھنے کے لیے تعینات کیا ہے۔

اب تک کی سرکاری اطلاعات کے مطابق، کم از کم ۳۰ افراد ہلاک اور ۱۰۶۰ سے زائد زخمی ہو چکے ہیں، خیر!۔ مظاہرین کی قیادت نے فوج کے ساتھ مذاکرات شروع کیے ہیں تاکہ عبوری حکومت کے قیام کے لیے اتفاق رائے حاصل کیا جا سکے۔ اس ضمن میں، سابق چیف جسٹس شِلا کرکی اور توانائی کے وزیر کلمن گھیسنگ کے نام زیرِ غور ہیں۔

نیپال کی یہ سیاسی ہلچل نہ صرف ملک کی داخلی سیاست کو متاثر کر رہی ہے بلکہ جنوبی ایشیا کی جغرافیائی سیاست پر بھی گہرے اثرات مرتب کر رہی ہے۔ چین، بھارت اور پاکستان جیسے ممالک اس بحران کو قریب سے دیکھ رہے ہیں، کیونکہ نیپال کی جغرافیائی اہمیت اور اس کی پوزیشن ان طاقتوں کے مفادات سے جڑی ہوئی ہے۔

یہ بحران نیپال کی تاریخ کا ایک نیا باب رقم کر رہا ہے، جس میں نوجوانوں کی آواز گونج رہی ہے اور وہ ایک نئے دور کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تحریک کہاں تک پہنچتی ہے اور نیپال کا سیاسی منظر نامہ کس سمت میں جاتا ہے۔

ازہر القادری
سدھارتھ نگر (یو۔پی۔) انڈیا۔
919559494786+

نظم

خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کی جنگ ہے

غیروں سے پیار اپنوں سے نفرت کی جنگ ہے
خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کی جنگ ہے
تم یہ سمجھ رہے ہو کہ نصرت کی جنگ ہے
دراصل یہ تمہاری ہزیمت کی جنگ ہے
اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی املاک پھونکنا
ہرگز نہیں یہ عقل و فراست کی جنگ ہے
جو تم لگا چکے ہو اسی کی تپش میں تم
جھلسو گے تو کہو گے کہ حیرت کی جنگ ہے
تم بڑھ رہے ہو دورِ گرانی کی سمت میں
لیکن ہے لب پہ دورِ سہولت کی جنگ ہے
لڑ مر کے تختِ شاہی پہ تم بیٹھ تو گئے
لیکن تمہارے آگے تجارت کی جنگ ہے
جو ہو رہی ہے ہر سو زمانے میں؛ وہ بشیر
کذابی شان جھوٹی صداقت کی جنگ ہے

از۔ محمد بشیر القادری رضوی گلاب پوری نیپال

پریہار بلاک کے پرساگاؤں میں رکھی گئی مدرسہ کی بنیاد

پریہار، 8 ستمبر (محمد لکی صدیقی)
پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز
بحمدہ تعالیٰ آج بتاریخ
15 ربیع الاول شریف 1447ھ مطابق 8 ستمبر 2025 بروز پیر کو پریہار بلاک کے پرساگاؤں میں جامعہ برکات علیمیہ نسواں کی بنیاد رکھی گئی ہے

بارش کی وجہ سے مختصر سی محفل کا انعقاد حضرت قاری محمد رضا قادری کی تلاوت سے ہوا بعدہ حضرت قاری جمشید صاحب نے بہترین نعت خوانی کی اس کے بعد حضرت مولانا مفتی حسنین رضا صاحب قبلہ مصباحی نے علم دین کی فضیلت پر جامع تقریر فرمائی پھر آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا اس کے بعد فاتحہ خوانی اور دعا کا اہتمام ہوا پھر سعدی زماں حضرت علامہ الحاج جابر حسین صاحب قبلہ رضوی نے اپنے دست مبارک سے جامعہ برکات علیمیہ نسواں کی بنیاد ڈالی۔ اس تقریب سعید میں بہت سارے علمائے کرام کی آمد آمد ہوئی اور کچھ بارش کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ جن علمائے کرام نے تشریف لاکر حوصلہ افزائی فرمائی حضرت مولانا مفتی حسنین رضا مصباحی جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف حضرت مولانا گوہر علی مصباحی مدرسہ رضویہ فیض العلوم پرسا حضرت مولانا مفتی بلال احمد رضوی مدرسہ اشرفیہ اشاعت العلوم شکری حضرت حضرت مولانا مفتی تفسیر القادری رفاقت العلوم بلتھی حضرت حافظ و قاری علی رضا خطیب و امام نوری مسجد پرسا حضرت قاریمحمد رضا قادری حضرت قاری غلام حسین قادری حضرت مولانا آل مصطفی حسینی اسلامی یتیم خانہ پریہار حضرت قاری جمشید صاحب رضویہ شمس العلوم باڑا حضرت قاری شمس تبریز قادری پریہار حضرت مولانا غلام نبی مصباحی حامدیہ غریب نواز جگدر حضرت قاری امان اللہ قادری حضرت حافظ و قاری کفیل حسن نوری جناب قاری نجم الدین صاحب منپور حافظ عبدالخالق صاحب متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور حافظ شاداب قمر حافظ توحید عالم حافظ شمشیر عالم جناب ڈاکٹر سمیر الحق صاحب جناب سمیر الحق عرف جمن جناب امیر الحسن صاحب وغیرہ کے ساتھ کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے۔

اس موقع پر مدرسہ کے بانی حضرت علامہ مولانا مفتی آصف رضا علیمی نے آیے ہوے لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں ان کا پرزور استقبال کیا۔!!

پریہار میں منایا گیا جشن آمد رسول کانفرنس

سیتامڑھی، (محمد لکی صدیقی)
بحمد تعالیٰ بحمد تعالیٰ نبی ناز رحمت کے 1500 سالہ یوم ولادت باسعادت کے حسین موقع پر ضلع کے اسلامی یتیم خانہ و مدرسہ فروغ اہل سنت پریہار کے وسیع و عریض صحن میں ایک روز عظیم الشان جشن آمد رسول کانفرنس نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا کا بعدہ ادارہ ہذا کے (ششماہی امتحان) میں پاس ہونے والے طلبہ و طالبات کو انعام و اکرام سے بھی نوازہ گیا
اس موقع پر اساتذہ کرام کے ساتھ کمیٹی کے جملہ افراد نے شرکت فرمائی
خصوصیت کے ساتھ
حضرت مولانا قاری محمد ظہیر القادری صاحب بانی و ناظم اعلی مدرسہ فروغ اہلسنت پریہار
حضرت مولانا علاءالدین قادری صدار المدرسین
حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب برکاتی، حضرت مولانا انوار الحق صاحب شمسی حضرت مولانا آل مصطفی الحسینی صاحب حضرت مولانا غلام مصطفی قادری صاحب حضرت حافظ و قاری شمس تبریز صاحب حضرت حافظ و قاری نیک محمد صاحب وغیرہ پیش پیش تھے ساتھ ہی اس موقع پر اول دوم ڈویژن سے پاس طالبان علوم نبویہ کے ساتھ ساتھ مذکورہ علمائے کرام کو نغمات امجدی اور تذکرہ علماء اہلسنت سیتامڑھی (کتب) سے نوازہ گیا۔ اس موقع سے کمیٹی کے افراد میں جلوس محمدی کمیٹی کے کنوینر شان پریہار پروفیسر جناب گوہر صدیقی جناب اصفہان عالم سکریٹری جناب قطب الدین صاحب صدر جناب عزرائیل صاحب خزانچی جناب سلام الدین صاحب نائب صدر جناب ماسٹر فخر الحسن صاحب حضرت حافظ متین اشرف حضرت حافظ اصغر علی کے علاوہ کثیر تعداد میں باشند گان پریہار نے شرکت فرمائی مورخہ 5 ستمبر 2025ء کو سابقہ روایت کو برقرار رکھنے ہونے صبح 9 بجے جلوس محمدی کا حسین قافلہ شری گاندھی ہای اسکول کے وسیع و عریض صحن میں پہونچا، جہاں نوناہی، پٹیا ٹولہ، نوری محلہ، پرسنڈی، جھپہا، اکڈنڈی، مسہا، چاند ٹولہ، و دیگر گاؤں سے آے ہزاروں فرزندان اسلام کے ساتھ ایک شاندار جشن آمد رسول کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت عزت ماب ضلع پارشد محمد عالم گیر صاحب نے کی، کانفرنس میں کثیر تعداد میں علماء کرام موجود تھے، جلوس محمدی کمیٹی پریہار صدر، محترم عالم گیر صاحب کے بعد کمیٹی کے کنوینر شان پریہار پروفیسر محمد گوہر صدیقی سابق ضلع پارشد براہی بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار نے ہدیہ تشکر پیش فرمایا، نظامت مولانا علاءالدین رضوی صاحب، ونقیب اہلسنّت مولانا عبید اللہ قادری صاحب نے فرمایا اخیر میں صلوٰۃ وسلام کے بعد مولانا محمد علاء الدین صاحب پرنسپل اسلامی یتیم خانہ مدرسہ فروغ اہلسنّت پریہار کے دعا کے بعد کانفرنس کا اختتام ہوا

الٰہی کیوں نہیں آتی قیامت، ماجرا کیا ہے؟

آہ! وہ صبح جو کبھی روشنی اور امید کے ساتھ آتی تھی، آج خوف و ہراس کے سائے میں دب گئی۔ وہ گلیاں، جو کبھی بچوں کی ہنسی اور بازاری ہلچل سے گونجتی تھیں، آج سنسان ہیں۔ ہر درخت، ہر شاخ اور ہر پتہ نوحہ پڑھ رہا ہے۔ ہوا خون کی بُو لیے چل رہی ہے اور ہر جھونکا انسانی درد کا گواہ ہے۔ چراغ بجھ گئے، بازار خالی اور ہر قدم پر لرزہ طاری ہے۔

ماں کے آنسو زمین پر گر رہے ہیں، باپ کی خاموش سسکیاں ہوا میں گھل رہی ہیں، بچے چیخ رہے ہیں اور ان کی چیخیں خون میں ڈوب رہی ہیں۔ ہزاروں دل ٹوٹ گئے، ہزاروں خواب خاک میں دفن۔ ہر زخمی زمین پر پڑا، صدمے میں لرز رہا ہے، مدد کے منتظر۔ یہ منظر صرف ایک خاندان کا نہیں، بلکہ پورے ملک اور پوری قوم کا ماتم ہے۔

ایوان کے ہال، وہ کمرے جہاں کبھی امید کی روشنی تھی، آج خاموش اور سنسان ہیں۔ وہ چہرے جو کبھی اعتماد اور حوصلہ دیتے تھے، آج ماتم میں ڈوبے ہیں۔ ہر کرسی خون کے دھبوں سے ڈھکی ہوئی، ہر ہاتھ لرزتے ہوئے دستخط کی یاد دلاتا ہے۔ ایئرپورٹ بھی سنسان ہے، جہاز نہیں اڑ رہے، مسافر خوفزدہ۔

زمین پر بکھری لاشیں، خون کے دھبے، پرندے بھی خاموش ہیں، ہوا لرز رہی ہے۔ ہر لمحہ خوف، ہر گھڑی ہراس۔ ہر زخمی مدد کے منتظر، ہر آنکھ خون میں، ہر دل صدمے میں۔ ہر گھر، ہر کوچہ اور ہر بازار ایک نوحہ سناتا ہے۔

یہ نوحہ نسل در نسل گایا جائے گا۔ ہر آنسو، ہر صدمہ، ہر قطرہ خون، مستقبل کے لیے ایک سبق ہیں۔ یہ شہر، یہ گلیاں، یہ فضائیں آج خون کی لالی میں ڈوبی ہیں، ہر گھر ماتم میں غرق، ہر سانس درد اور غم کی گواہی دے رہا ہے۔

بازار سنسان، گلیاں سسکتی ہیں، ہر چھت نوحہ پڑھ رہی ہے۔ ہر زخمی زمین پر مدد کے منتظر، ہر آنکھ میں اشک، ہر دل میں کرب۔ انسانی درد کی شدت، خوف، دہشت، اور صدمہ ہر منظر میں واضح ہے۔

ایوان کے کمرے خالی، چہرے ماتم میں ڈوبے، ہر فرش آہوں کا گواہ۔ ہر منظر دہشت اور صدمے سے بھرا، ہر سانس لرزہ خیز۔ ہر گوشہ صدمے کی تصویر ہے۔

ہر آنکھ کا اشک، ہر گھر میں المیہ اور شہر خون کی مٹی پر اُگنے والے امید کے پھول کا وعدہ بھی ہے۔ زمین اور آسمان گریہ کررہے ہیں۔ ہر زخمی زمین پر پڑا، ہر درد محسوس ہو رہا ہے۔ ہر لمحہ صدمے، ہر گھڑی کرب، ہر سانس نوحہ۔

یہ سب کچھ، یہ خون، یہ ماتم، یہ نوحہ، یہ صدا، یہ بے شمار آنسو، یہ درد و کرب، یہ خوف و دہشت، یہ زخمی لاشیں، یہ سنسان گلیاں، یہ خاموش بازار، یہ لرزتے ہاتھ، یہ سسکتی ماں، یہ چیختا بچہ، یہ آہ و زاری، یہ ہر آنکھ کا اشک، یہ ہر دل کا کرب — یہ تمام منظر اس جگہ کی فضاؤں اور گلیوں کا ہے، جو ملک کا دل و دماغ ہے۔ جہاں آج ہر دل خون کی لالی میں ڈوبا ہوا ہے، ہر گھر ماتم میں غرق، اور ہر سانس درد اور غم کی گواہی دے رہا ہے۔

حالیہ ہر لمحہ اور ہر منظر انسانی تاریخ کا ایک باب ہے جو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ یہ وہ لمحے ہیں جہاں خوف، صدمہ، اور المیہ ایک دوسرے سے گلے مل کر ناقابل بیان درد کی تصویر بناتے ہیں۔ یہ صرف حالات کی عکاسی نہیں، بلکہ انسانی جذبے کی آزمائش۔

ہر سمت صف ماتم بچھی ہے۔ ہر آنکھ اشک بار، ہر دل صدمے میں۔ زمین خون کی لالی میں ڈوبی، آسمان بھی گریہ کر رہا ہے۔ ہر سانس، ہر جھونکا، ہر منظر انسانی درد کا گواہ ہے۔ ہر آنسو، ہر صدمہ، ہر خون، یہ سب مستقبل کے لیے سبق ہیں۔ اور ہاں! یہ سب کچھ نیپال کی راجدھانی کاٹھ مانڈو میں ہوا!!!۔

الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی۔ آمین!

ازہر القادری جامعہ مٹھنا
سدھارتھ نگر
25/09/10

جلتا نیپال

دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے جمہوریت، انصاف اور انسانی حقوق کو بنیاد مانا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ بنیادیں ہل جائیں، جب طاقتور طبقہ اپنے عوام کی آواز کو دبانے کے لیے گولیوں اور تشدد کا سہارا لے، تو پھر قومیں جلنے لگتی ہیں اور ملک خانہ جنگی کے دہانے پر جا کھڑا ہوتا ہے۔ آج نیپال انہی حالات سے گزر رہا ہے۔ جی ہاں! وہی نیپال جو کبھی امن کا گہوارہ مانا جا رہا تھا، جس کے پر امن ماحول اور انسانیت دوست عوام کی مثال دی جا رہی تھی، جس کے اخلاص و وفا اور سنجیدہ مزاجی ملک و بیرون ملک زبان زد ہے، آج وہی ملک منافرت اور گندی سیاسی کی بھینٹ چڑھتا دکھ رہا ہے۔ کثیر مسائل و مصائب اور تناؤ کی دنیا میں مزید اضافہ قابل تشویش ہے۔

عوامی احتجاج: امید سے مایوسی تک

نیپالی عوام عرصہ دراز سے معاشی بدحالی، بے روزگاری، بدعنوانی اور سیاسی عدم استحکام کا شکار ہیں۔ ان کے مسائل کی فہرست لمبی ہے، لیکن حل کہیں نظر نہیں آتا۔ جب عوام کی امیدیں بار بار ٹوٹتی ہیں تو وہ اپنی آواز بلند کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سڑکوں پر نکلنے والے عوام نے انصاف، حقوق اور شفاف نظام کے قیام کا مطالبہ کیا۔ مگر جواب میں انھیں گولیوں سے نوازا گیا۔ یہ وہ لمحہ ہے جب عوام کی مایوسی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے، اور ملک جلنے لگتا ہے۔

احتجاج کا اصل پس منظر: سوشل میڈیا پر پابندی

موجودہ احتجاج کا سب سے بڑا سبب حکومت کی جانب سے سوشل میڈیا پر پابندی ہے۔ یہ دور معلومات اور رابطوں کا ہے، جہاں سوشل میڈیا نہ صرف عوامی رائے کا ذریعہ ہے بلکہ مظلوموں کی آواز کو دنیا تک پہنچانے کا سب سے موثر ہتھیار بھی ہے۔ جب حکومت نے اس پر قدغن لگائی تو عوام نے اسے اپنے بنیادی حق، آزادی اظہارِ رائے پر حملہ سمجھا۔ سوشل میڈیا پر پابندی دراصل عوام کو اندھیرے میں دھکیلنے کے مترادف ہے تاکہ ان کی چیخ و پکار دنیا تک نہ پہنچ سکے۔ یہی وہ اقدام ہے جس نے عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا اور نیپال کی سڑکوں کو احتجاج سے بھر دیا۔

طاقت کا وحشی استعمال

ریاست کا اصل کام عوام کی جان و مال کی حفاظت ہے، لیکن نیپال میں حالات اس کے برعکس ہیں۔ احتجاج کرنے والوں کو امن و سکون دینے کے بجائے طاقت کے ذریعے کچلا جا رہا ہے۔ پولیس اور فورسز کی فائرنگ سے کئی افراد جاں بحق ہو چکے ہیں، درجنوں اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ یہ وحشیانہ طرزِ عمل نہ صرف انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے بلکہ حکومت کے اخلاقی جواز پر بھی سوالیہ نشان ہے۔

پرامن احتجاج کی ضرورت

یہ بات بھی انتہائی ضروری ہے کہ مظاہرین اپنے حق کے لیے آواز ضرور اٹھائیں، لیکن احتجاج کا دائرہ پرامن رہے۔ سرکاری عمارتوں، عوامی املاک، گاڑیوں اور بسوں کو نقصان پہنچانا خود عوام کے نقصان کے مترادف ہے۔ بسوں پر پتھراؤ اور توڑ پھوڑ نہ صرف احتجاج کے مقصد کو کمزور کرتا ہے بلکہ عام عوام کو بھی تکلیف پہنچاتا ہے۔ پرامن احتجاج ہی وہ راستہ ہے جو انصاف اور کامیابی کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے۔ اگر مظاہرین ضبط و حکمت کے ساتھ اپنا احتجاج ریکارڈ کرائیں تو دنیا بھی ان کی بات کو زیادہ سنجیدگی سے سنے گی اور ان کا مطالبہ مزید مضبوط ہوگا۔

بینکوں کی لوٹ مار: افسوسناک پہلو

خبریں یہ بھی آئی ہیں کہ بعض مقامات پر مشتعل مظاہرین نے بینکوں کو لوٹا۔ یہ انتہائی افسوسناک اور غیر منصفانہ عمل ہے۔ بینکوں میں عوام کی محنت کی کمائی محفوظ ہوتی ہے۔ جب انہی بینکوں کو لوٹا جائے تو دراصل نقصان براہِ راست عوام کا ہی ہوتا ہے۔ یہ کیسا احتجاج ہے کہ جس کے نام پر معصوم عوام کی جیب پر ڈاکہ ڈالا جائے؟

ایسا طرزِ عمل نہ صرف اخلاقی طور پر غلط ہے بلکہ احتجاج کی اصل روح کو بھی داغدار کرتا ہے۔ احتجاج کا مقصد انصاف اور حقوق حاصل کرنا ہونا چاہیے، نہ کہ دوسروں کے مال و اسباب کو تباہ کرنا۔ جو لوگ ایسے اقدامات کرتے ہیں وہ دراصل احتجاج کو بدنام کرتے ہیں اور حکومت کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ احتجاج کو "فساد" کا نام دے کر مزید سختی کرے۔

جمہوریت یا آمرانہ رویہ؟

نیپال کے عوام نے کئی سیاسی اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔ بادشاہت کے خاتمے سے لے کر جمہوریت کے قیام تک عوام نے قربانیاں دیں۔ مگر آج جس طرح سے ان کے حقِ رائے اور حقِ احتجاج کو دبایا جا رہا ہے، وہ آمرانہ طرزِ عمل سے کم نہیں۔ جمہوریت اس وقت تک جمہوریت ہے جب تک عوام کو کھل کر اپنی رائے دینے کا موقع حاصل ہو۔ جب زبانوں پر تالے اور سینوں پر گولیاں چلیں تو پھر جمہوریت کا لبادہ اتار کر آمریت کا چہرہ عیاں ہو جاتا ہے۔

انسانی حقوق کی پامالی: اقوام متحدہ اور عالمی ادارے ہر سال انسانی حقوق کے عالمی دن مناتے ہیں، بڑے بڑے بیانات جاری کرتے ہیں۔ لیکن کیا نیپال کے مظلوم عوام ان بیانات کا حصہ نہیں؟ ان کے زخموں پر مرہم کیوں نہیں رکھا جاتا؟ جب بچوں، عورتوں اور نوجوانوں کی لاشیں گر رہی ہیں، جب اسپتالوں کے دروازے زخمیوں سے بھر گئے ہیں، تب انسانی حقوق کے علمبردار کہاں ہیں؟ کیا ان کا ضمیر صرف طاقتور ممالک کے دباؤ کے تحت ہی جاگتا ہے؟

عالمی برادری کی خاموشی

نیپال کی موجودہ صورت حال صرف نیپالی عوام کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے خطے کے امن کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ ایک ملک کا عدم استحکام اس کے ہمسایوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اگر نیپال جلتا رہا تو اس کے شعلے خطے کے دیگر ممالک تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ عالمی برادری، خصوصاً جنوبی ایشیا کے ممالک، نیپال کے بحران کو سنجیدگی سے لیں اور فوری طور پر امن و مکالمہ قائم کرنے کے لیے کردار ادا کریں۔

مستقبل کا خطرناک راستہ

اگر موجودہ حالات کو نظر انداز کیا گیا تو عوام اور ریاست کے درمیان خلیج مزید بڑھ جائے گی۔ عوامی غصہ شدت اختیار کرے گا اور یہ احتجاج کسی بڑی خانہ جنگی کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ ایک طرف غریب عوام کا لہو بہے گا اور دوسری طرف ملک کا سکون، معیشت اور ترقی سب راکھ کا ڈھیر بن جائیں گے۔

خلاصہ:

آج نیپال جل رہا ہے — صرف اس کی زمین نہیں بلکہ اس کے عوام کے دل بھی دہک رہے ہیں۔ اس آگ کو بجھانے کے لیے بندوقیں اور گولیاں نہیں بلکہ انصاف، مکالمہ اور حقیقی جمہوری رویہ درکار ہے۔ عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے حقوق کے لیے آواز ضرور بلند کریں مگر پرامن رہ کر، تاکہ ان کی جدوجہد دنیا کے سامنے مضبوط اور مدلل انداز میں آئے۔ بینک لوٹنے یا املاک تباہ کرنے جیسے غیر ذمہ دارانہ اقدامات احتجاج کو کمزور اور بدنام کرتے ہیں، لہٰذا ان سے اجتناب ضروری ہے۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ عوامی مطالبات کو تسلیم کرے اور ظلم و جبر کا راستہ چھوڑے۔ دوسری طرف عالمی ادارے اور خطے کے ممالک بھی اپنی ذمے داری ادا کریں، ورنہ کل تاریخ یہ فیصلہ کرے گی کہ جب نیپال جل رہا تھا، تو دنیا تماشائی بنی بیٹھی تھی۔

جو اپنے ہی عوام پر بندوقیں چلائے
وہ قاتل حکومت کب تک مسند سنبھالے

از قلم: ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی
(تاراپٹی، نیپال)
حال مقیم: دوحہ، قطر

نیپال میں سیاسی بحران کی جڑیں: نسل پرستی، جمہوریت کی جدوجہد اور جیو پولٹیکل کھیل

عباس ازہری مصباحی

نیپال میں جو کچھ آج کل ہو رہا ہے، وہ محض ایک اچانک واقعہ نہیں بلکہ دہائیوں پر محیط نسلی، سیاسی اور نظریاتی کشمکش کا نتیجہ ہے۔ حالیہ حکومت کی جانب سے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر پابندی عائد کرنا صرف ایک "ٹرِگر پوائنٹ" کے طور پر کام کیا، جو ایک وسیع اور پیچیدہ مسئلے کی عکاسی کرتا ہے۔ اصل میں یہ کشمکش بنیادی طور پر برہمن، گرُونگ اور مدھیشیہ کمیونٹی کے درمیان جاری نسل پرستی اور طاقت کی جنگ کا عکاس ہے۔

نسلی تقسیم اور سیاسی پس منظر:

گرُونگ اور مدھیشیہ کمیونٹی بنیادی طور پر نیپال میں اقلیتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ گرُونگ برادری زیادہ تر بدھ مت یا بدھ-ہندو مخلوط رسم و رواج کی پیروی کرتی ہے اور ہندو ذات پات کے نظام کو تسلیم نہیں کرتی۔ یہ کمیونٹیز نیپال کی مشرقی علاقوں اور بھارتی سرحد کے قریب آباد ہیں اور ملک میں صرف تقریباً 2 فیصد کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں برہمن کمیونٹی ایک روایتی ہندو برادری ہے جو ہمیشہ سے سیاسی اور مذہبی طاقت میں مستحکم رہی ہے۔

2008 میں نیپال کو سیکولر ریاست کے طور پر گڑھا گیا۔ اس سے پہلے نیپال 240 سال تک ایک ہندو بادشاہت کے تحت قائم تھا۔ جب سیکولرازم کو نافذ کیا گیا، تو بہت سی تنظیمیں، خاص طور پر "ہندو سیوسیوک سنگھ" (HSS)، جو کہ نیپال میں بھارتی "راشٹریہ سیوسیوک سنگھ" (RSS) کے نظریات کو پھیلانے کے لیے قائم ہوئی تھی، اس کے خلاف سرگرم ہو گئیں۔ HSS کا مقصد نیپال کو دوبارہ "ہندو راشٹر" کے طور پر بحال کرنا ہے۔ HSS کی بنیاد 1992 میں رکھی گئی تھی، جب نیپال ابھی بھی ایک ہندو ریاست تھا، اور اس کے بانیوں میں بھارتی RSS کے کارکن شامل تھے۔

تاہم نیپال میں مسلمانوں کی تعداد محض 5.09 فیصد ہے اور یہ بنیادی طور پر ترائی علاقے جیسے रौतहट، बारा، पर्सा میں مقیم ہیں۔ اس لیے HSS کو نیپال میں اتنی طاقت حاصل نہ ہو سکی جتنی بھارت میں ہے۔ اس کے باوجود HSS اپنا ایجنڈا چلا رہا ہے، جو مذہب کی بنیاد پر شناخت کی سیاست اور ہندو راشٹر کے قیام پر مرکوز ہے۔

"ہامی نیپال" تحریک کی تشکیل

ایسی ہی ایک تنظیم "ہامی نیپال" ہے، جو 2020 میں 36 سالہ سُدن گرُونگ کے ذریعے قائم کی گئی۔ سُدن گرُونگ ایک نوجوان سماجی کارکن، انٹرپرینیور اور غیر سرکاری تنظیم (NGO) کے بانی ہیں۔ وہ نوجوانوں کے مسائل جیسے بے روزگاری، بدعنوانی، اظہار رائے کی آزادی اور نیپوٹزم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ "ہامی نیپال" نے اپنے ایجنڈے کو مضبوط بنانے کے لیے نیپالی صنعتکار دیپک بھٹا، ڈاکٹر سندگ رُوئت، اور دیگر بڑے سماجی رہنماؤں کی حمایت حاصل کی۔

2008 کے بعد جب نیپال نے سیکولرازم اپنایا، "ہامی نیپال" نے مذہبی تہواروں کا انعقاد کر کے اپنا ایجنڈا مزید تقویت دینا شروع کیا۔ لیکن 4 ستمبر 2025 کو نیپالی حکومت نے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر پابندی عائد کر دی، جس کے خلاف نوجوانوں میں شدید رد عمل آیا۔ اس کا بنیادی محرک حکومت کا یہ دعویٰ تھا کہ ان پلیٹ فارمز نے نیپالی ریگولیٹری اتھارٹی کے ساتھ رجسٹریشن نہیں کروایا تھا۔ مگر اس سے نوجوانوں کی آمدنی بند ہونے کا خطرہ پیدا ہوا اور ایک وسیع احتجاج شروع ہو گیا۔

یہ تحریک امریکی سی آئی اے کی مداخلت سے شروع ہوئی، کیونکہ ڈاکٹر سندگ رُوئت کو سی آئی اے کا ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ اس تحریک نے جلد ہی زور پکڑ لیا اور کئی وزرا و سابق وزیر اعظم نے استعفیٰ دے دیا۔ لیکن 9 ستمبر 2025 کو سُدن گرُونگ نے اچانک تحریک سے پیچھے ہٹنے کا اعلان کیا، جس پر کٹھمنڈو کے میئر بالین شاہ نے شدید احتجاج کیا۔ اس کے بعد #BoycottHamiNepal اور #BackOffHamiNepal ہیش ٹیگ ٹرینڈ کرنے لگے۔ کارکن ہیں، جو اپنی ثقافتی شناخت اور نوجوانوں کے

بالین شاہ اور نوجوان انقلاب

اب یہ تحریک بالین شاہ کے ہاتھوں میں منتقل ہو چکی ہے۔ بالین شاہ ایک نوجوان، ریپر، انجینئر اور سماجی مسائل کے لیے سرگرم ہیں۔ وہ نیپال میں بھارتی ثقافت کی مداخلت کے سخت مخالف ہیں۔ بالین شاہ نے بھارتی فلموں اور ٹی وی شوز پر پابندی عائد کی اور اپنی کابینہ میں "گریٹر نیپال" کا نقشہ لگایا، جس میں سکیم، اُترکھنڈ اور دیگر بھارتی علاقے شامل تھے۔

انہوں نے نوجوانوں کی جدوجہد کو "Gen-Z پروٹیسٹس" کی شکل میں منظم کیا، اور موجودہ تحریک کو اپنے زیر سایہ لے لیا۔ آج بالین شاہ کو نیپال کا آئندہ وزیر اعظم تصور کیا جا رہا ہے، جو HSS پر پابندی عائد کرنے کے امکانات کے ساتھ مزید سیاسی وزن اختیار کر چکے ہیں۔

موجودہ حالات اور تشویش

نیپال میں جو قتل و غارتگری جاری ہے، اس کی سنگینی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہندو راشٹر کے حق میں بولنے والے وزیر کو قتل کر دیا گیا، گولی چلانے والے کو ہلاک کیا گیا اور سابق وزیر اعظم کی اہلیہ کو زندہ جلا دیا گیا۔ اس سب کے باوجود حکومت "صبر و تحمل" اور "امن کے علمبردار" ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، جو حقیقت سے بہت دور ہے۔

نیپال میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ نسل پرستی، مذہبی شناخت کی سیاست، بیرونی طاقتوں کی مداخلت اور نوجوانوں کی بیداری کا مجموعی نتیجہ ہے۔ "ہامی نیپال" اور "HSS" کے درمیان جدوجہد سے واضح ہوتا ہے کہ نیپال کی سیاست محض انتخابی سیاست نہیں، بلکہ ایک نظریاتی جنگ ہے، جو ہندو راشٹر کے قیام سے لے کر سیکولرازم کی حمایت تک پھیلی ہوئی ہے۔ آج کا کٹھمنڈو نوجوان نسل کی طاقت اور احتجاج کی علامت بن چکا ہے، جو مستقبل میں نیپال کی سمت طے کرے گا۔

نیپال کا عوامی احتجاج: ترقی کی راہ میں رکاوٹ یا نئے دور کا آغاز؟

از قلم غلام مصطفیٰ مرکزی
گلاب پوری نیپال

نیپال کے حالیہ عوامی احتجاجات نے ملک کے سیاسی منظر نامے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ عوام نے سرکاری اداروں اور عوامی املاک کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے، جو ایک تشویشناک صورتحال ہے۔ یہ عمل نیپال کی جمہوری تاریخ کا ایک اہم موڑ ضرور ہے، لیکن اس کے معاشی اور سماجی اثرات پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

عوامی غصے کی بنیادی وجوہات میں بدعنوانی، معاشی عدم مساوات، اور حکومتی نااہلی شامل ہیں۔ عوام کا اپنے حکمرانوں سے اعتماد اٹھ چکا تھا، جس کے نتیجے میں یہ پرتشدد احتجاج سامنے آیا۔ تاہم، اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ اس تشدد نے ملکی اثاثوں اور انفراسٹرکچر کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

نیپال جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے عوامی املاک کو نقصان پہنچانا درحقیقت اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کا اعتماد متزلزل ہونا، سیاحت کے شعبے کو نقصان، اور بیرونی امداد میں ممکنہ کمی جیسے مسائل درپیش ہیں۔ یہ تمام عوامل ملکی معیشت پر منفی اثرات مرتب کریں گے۔

جمہوری نظام میں احتجاج کا حق ایک بنیادی حق ہے، لیکن تشدد اور تخریب کاری جمہوریت کے لیے خطرہ ہیں۔ اداروں کو کمزور کرنا اور قانونی فریم ورک کو نظر انداز کرنا درحقیقت جمہوریت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

نیپال کے سامنے اب سب سے بڑا چیلنج تخریب کاری کی مرمت اور عوامی اعتماد بحال کرنا ہے۔ نئی سیاسی قیادت کو شفافیت، احتساب اور معاشی اصلاحات پر توجہ دینا ہوگی۔ بین الاقوامی برادری کی حمایت اور عوامی تعاون کے بغیر ترقی کے راستے پر واپس لوٹنا مشکل ہوگا۔ نیپال کے عوام کا غصہ جائز ہے، لیکن تخریب کاری کسی حل کا ذریعہ نہیں۔ ترقی اور خوشحالی کے حصول کے لیے تعمیری سیاسی، مضبوط اداروں، اور قانون کی حکمرانی کی ضرورت ہے۔ نیپال کی عوامی طاقت اگر مثبت راستہ اختیار کرے تو یہ ملک نہ صرف موجودہ بحران سے نکل سکتا ہے بلکہ ایک مضبوط جمہوری اور معاشی نظام کی بنیاد بھی رکھ سکتا ہے۔

نیپال میں نوجوانوں کا احتجاج: ہم نے کیا پایا، کیا کھویا!

تحریر: محمد حبیب القادری صمدی
جی۔اے۔ایم۔سی۔
(کاٹھمانڈو، نیپال)

دنیا کے بیشتر ممالک کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب نوجوان بیدار ہوتے ہیں تو تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ حالیہ دنوں میں نیپال کے مختلف شہروں مثلاً: جنک پور، بردیواس، براٹ نگر، جلیشور، چتون، بیرگنج، دھران، پوکھرا وغیرہ... بالخصوص کاٹھمانڈو میں نوجوانوں (Gen Z) نے جو احتجاجی تحریک چلائی، وہ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ نئی نسل اپنے حقوق، شفافیت اور بہتر مستقبل کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔

احتجاج کا پس منظر:

نیپال میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری، بدعنوانی (کرپشن)، حکومتی نااہلی، اور نوجوانوں کے لیے مواقع کی کمی نے طویل عرصے سے بے چینی کو جنم دیا۔ سوشل میڈیا کی سخت پابندیاں اور اظہارِ رائے پر قدغن اس آگ کو اور بھڑکا رہی تھیں۔ نتیجتاً ۸ ستمبر، ۲۰۲۵، بروز دو شنبہ کو ملک گیر سطح پر نوجوان سڑکوں پر نکل آئے اور اپنے مطالبات بلند آواز میں پیش کیے۔

حاصل ہونے والے فوائد:

(۱) سوشل میڈیا کی آزادی:
احتجاج کے بعد حکومت کو سخت دباؤ کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجے میں سوشل میڈیا پر عائد پابندیاں ہٹانے کے اشارے ملے۔

(۲) عوامی طاقت کا اظہار:
اس تحریک نے واضح کر دیا کہ نوجوان اور عام عوام جب متحد ہو جائیں تو بڑے بڑے اقتدار لرز اٹھتے ہیں۔

(۳) سیاسی طبقے کا غرور خاک میں ملنا:
اس احتجاج نے حکمرانوں کے تکبر کو توڑ کر انہیں عوامی طاقت کا احساس دلایا۔

(٤) شعور میں اضافہ:
نوجوانوں کے اندر اپنے حقوق کے بارے میں بیداری بڑھی، جس سے مستقبل میں منظم اور پُرامن تحریکوں کا امکان پیدا ہوا۔

ہونے والے نقصانات:

(۱) جانی نقصانات:
پولیس کے فائرنگ اور دیگر سکیورٹی فورسز کے رد عمل میں کم از کم ۱۹ افراد کی جانیں گئیں اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ (جو احتجاج امن سے شروع ہوا، وہ جلد ہی تشدد کی طرف مائل ہو گیا۔)

(۲) پبلک پراپرٹی کو نقصان:
احتجاج کے دوران سنگھ دربار، عدالتی عمارتوں اور دیگر عوامی اثاثوں کو نقصان پہنچا۔

(۳) تشدد اور لوٹ مار:
بعض افراد نے احتجاج کے نام پر بینکوں اور دکانوں پر حملے کیے، جس سے عوام اور ملکی معیشت کو دھچکا لگا۔

(٤) بین الاقوامی ساکھ پر اثر:
دنیا میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ نیپال کے احتجاج غیر منظم اور پُر تشدد ہیں، جس سے سرمایہ کاری کے امکانات متاثر ہو سکتے ہیں۔

(٥) قانونی گرفت اور نوجوانوں کا مستقبل:
تشدد میں ملوث نوجوانوں کے خلاف قانونی کارروائیاں ان کے تعلیمی اور پیشہ ورانہ مستقبل پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں۔

مستقبل کے لیے اسباق: • احتجاج پُرامن اور منظم ہو تاکہ مطالبات کی سنجیدگی برقرار رہے۔ • حکومت کو چاہیے کہ نوجوانوں کے مطالبات کو سننے اور حل کرنے کے لیے پالیسی سطح پر اقدامات کرے۔

• سول سوسائٹی اور تعلیمی اداروں کو نوجوانوں کو قانون اور جمہوری اقدار کے بارے میں تربیت دینی چاہیے۔

• سوشل میڈیا کا استعمال مثبت اور تعمیری ہونا چاہیے تاکہ قومی مسائل کو مؤثر انداز میں اجاگر کیا جا سکے۔

خلاصہ: یہ احتجاج نیپال کے سیاسی و سماجی منظر نامے پر ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے نوجوانوں کی طاقت اور عزم کا عملی مظاہرہ کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی یاد دہانی کرائی کہ بے قابو جذبات اور تشدد کے نتیجے میں بڑے نقصانات ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا، اگر یہ توانائی تعمیری اور مثبت سمت میں استعمال کی جائے تو نیپال کا مستقبل روشن ہو سکتا ہے۔

پُرامن اتحاد، پائیدار تبدیلی۔

عوامی طاقت اور نیپال کا تجربہ

دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ عوامی طاقت کے سامنے کوئی طاقت ٹک نہیں پاتی۔ جب عوام اپنے صبر کا پیمانہ لب ریز کر دیتے ہیں اور ظلم و جبر کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں تو بڑے بڑے محلات کی فصیلیں دھڑام سے زمین بوس ہو جاتی ہیں، کل تک جو حکمران اپنے آپ کو عقلِ کل سمجھتے تھے، جو اپنے تخت و تاج کو ناقابلِ تسخیر مانتے تھے، وہی عوامی سیلاب کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوتے دکھ رہے ہیں۔

حالیہ دنوں میں نیپال اس کی ایک واضح مثال بن کر دنیا کے سامنے آیا ہے۔ وہاں کے نوجوانوں نے (جنہیں Gen Z کہا جاتا ہے) اپنے مستقبل کے تحفظ اور ملک کی بقا کے لیے آواز بلند کی، وہ حکمران طبقے کی ناقص پالیسیوں، بدعنوانی اور ٹیکسوں کے بوجھ سے تنگ آ کر میدان میں اترے۔ یہ احتجاج صرف سڑکوں تک محدود نہ رہا، بلکہ ایک ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہی حکومت، جو خود کو ناقابلِ شکست سمجھ رہی تھی، عوامی دباؤ کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئی۔ یہ صرف نیپال تک محدود نہیں ہے، سری لنکا میں چند سال پہلے معاشی بحران نے عوام کو اس حد تک مجبور کیا کہ وہ صدارتی محل کے اندر داخل ہو گئے۔ عوامی طاقت کے سامنے مسلح افواج اور سیکورٹی ادارے بھی دم توڑ گئے۔ بنگلہ دیش میں بھی وقتاً فوقتاً عوامی غیظ و غضب نے حکمرانوں کو لرزایا، بالآخر شیخ حسینہ کو اپنی ساری آسائش چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

یہ سب واقعات ایک اٹل حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ جب کسی معاشرے میں معاشی نابرابری حد سے بڑھ جائے، جب ٹیکسوں اور مہنگائی کی مار عام انسان کا جینا دوبھر کر دے، جب اشرافیہ طبقہ عوام کی محنت کا خون نچوڑنے لگے، تو اس کے بعد انقلاب کا آنا یقینی ہو جاتا ہے۔ آج حکمرانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ عوام کو غلام بنا کر زیادہ دیر تک حکمرانی ممکن نہیں۔ عوام کے صبر کو امتحان میں ڈالنے والے ہر حاکم کا انجام عبرت ناک ہوتا ہے۔ آج کا دور اس بات کی عملی تصویر ہے کہ ایک عام انسان کی زندگی کا مقصد صرف اتنا رہ گیا ہے کہ وہ دن رات محنت مزدوری کر کے اشرافیہ طبقے کی تجوریاں بھرے، یہ غلامی کی ایک نئی شکل ہے، جسے ٹیکس، مہنگائی اور سودی نظام کے ذریعے مسلط کیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ زنجیریں نظر نہیں آتیں، مگر انسان پھر بھی غلام ہے۔ اگر آج حکمران طبقے نے نیپال، بنگلہ دیش اور سری لنکا کے حالات سے سبق نہ لیا، تو کل کو یہی عوامی طوفان دنیا کے ہر ملک میں انقلاب برپا کر دے گا۔ عوامی طاقت ناقابلِ شکست ہے اور یہ ہمیشہ تاریخ کا دھارا موڑ دیتی ہے۔

ابوالفواد توحید احمد طرابلسی

محبوب الاولیاء صوفی سخاوت علی برکاتی کون؟

غیر منقسم ضلع بستی موجودہ ضلع سنت کبیر نگر میں واقع مشہور قصبہ مگہر جو علوم دینیہ و علوم عصریہ کے اعتبار سے انتہائی پس ماندہ علاقہ شمار کیا جاتا تھا، اس پر مزید یہ کہ بدمذہبیت و گمراہیت اپنے فاسد نظریہ کو لے کر پوری قوت کے ساتھ عوام اہلسنت پر قابض ہو چکی تھی پورا کا پورا معاشرہ گمراہی میں مستغرق ہو چکا تھا.

ایسے پرآشوب حالات میں اللہ رب العزت نے ۱۹۲۸ء میں حضور محبوب الاولیاء صوفی سخاوت علی قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ کو مگہر کی سر زمین پر پیدا فرمایا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی آبادی کے مکتب میں شروع کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم نہایت ہی عرق ریزی کے ساتھ علامہ افتخار احمد اعظمی علیہ الرحمہ سے حاصل کی، آپ نے مارہرہ شریف میں حضور سید العلماء کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا، وقت بیعت حضور سید العلماء نے آپ سے ارشاد فرمایا تھا (یک گیر محکم گیر) اور محبوب الاولیاء نے پوری زندگی اس پر عمل کر کے دکھا دیا، تھوڑے عرصہ بعد حضور سید العلماء اور احسن العلماء نے خلافت و اجازت سے بھی نوازا، سادات مارہرہ سے آپ خوب عقیدت رکھتے تھے اور سادات مارہرہ بھی آپ پر ساون بھادو کی طرح برستے تھے، یہ سادات مارہرہ کا فیضان ہی تو ہے کہ آپ نے مگہر اور گرد و نواح میں اس پرفتن دور میں اہلسنت کا علم بلند کیا جب سنیت مخدوش ہو چکی تھی اور عقائد اہل سنت پر ڈاکا ڈالا جا رہا تھا, جملہ فرق باطلہ عوام اہل سنت کو اپنے مکر و فریب میں لینے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

اس دور میں محبوب الاولیاء نے ہر طرح کی مشقت برداشت کرتے ہوئے مگہر اور قرب و جوار کا پیدل سفر کر کر کے عقائد اہل سنت سے لوگوں کو آگاہ فرما کر گلشن اہل سنت کو ہرا بھرا کیا۔ لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفی کا وہ چراغ روشن کیا جو فرق باطلہ کی پھوکوں سے بھی کبھی بجھایا نہیں جا سکتا، صوفی صاحب قبلہ اپنے آخری لمحات میں بستر مرگ پر بارگاہ مالک کونین میں بے قرار کی حالت میں یہ التجا پیش کرتے،

کیا بگڑ جاتا چلے آتے قضا سے پہلے
مرتے دم تک ترے بیمار نے رستہ دیکھا

اس شعر سے اہل محبت ہی جان سکتے ہیں کہ آپ کے اندر عشق مصطفی کی تڑپ کتنے بلند درجہ کی تھی۔ آپ کا ہر کام قرآن و سنت کے مطابق ہوتا تھا، آپ سنت رسول کے پیکر تھے، آپ کی موجودگی میں شریعت کے خلاف کوئی کام کرتا تو آپ سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے اور اس کی اصلاح کرنے کی مکمل کوشش کرتے،

آپ نے عوام اہلسنت کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے لیے ایک دارالعلوم قائم کیا، جو برضعیر میں دارالعلوم برکاتیہ مؤیدالاسلام کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کی بنیاد بحکم سید العلماء جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مرادابادی نے رکھی، اس دارالعلوم کے فارغین ہند اور بیرون ہند میں دین اسلام کے فروغ و ارتقاع میں سر گرم عمل ہیں۔ آپ نے جو احسانات مگہر اور گرد و نواح کے لوگوں پر کیے ہیں اسے اہل حق کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔

کسی شاعر نے کیا خوب نقشہ کیھچا ہے....

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے
یاد آتے ہیں دار فانی سے چلے جانے کے بعد
ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

اللہ تعالی ہم سب کو حضور محبوب الاولیا کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے مشن کو جہاں میں عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

اسیر حضور محبوب الاولیا
محمد کاشف قادری برکاتی

محی السنہ صوفی سخاوت علی قادری کی سادگی میں تقویٰ کی بے شمار برکتیں جلوہ گر تھیں

قصبہ مگہر میں آٹھواں سالانہ عرس پاک آج، خصوصی خراج عقیدت پیش

اخلاق احمد نظامی

محی السنہ پیر طریقت حضرت علامہ الحاج صوفی الشاہ سخاوت علی قادری برکاتی علیہ الرحمہ بانی دارالعلوم برکاتیہ اہلسنت مؤیدالاسلام شیرپور مگہر سنت کبیر نگر کا آٹھواں سالانہ عرس مقدس مورخہ 12 ستمبر بروز جمعہ کو آستانہ عالیہ خانقاہ بیکس پناہ درسخی شہر پنچایت مگہر سنت کبیر نگر میں نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جائے گا اس موقع پر حضور خلیفہ صاحب کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنا میرے لئے عظیم سعادت کی بات ہو گی چونکہ میں آپ کے زیر سایہ کرم رہ کر تقریباً تین برس تک آپ کے ادارہ میں درس و تدریس کی خدمات انجام دی ہے اس دوران میں نے اپنی آنکھوں سے جو مشاہدہ کیا اسے آپ کے سالانہ عرس پاک پر قارئین کی خدمت میں پیش کرنا اپنے لئے عظیم سعادت کی بات سمجھتا ہوں

میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں ک محبوب الاولیا، سند الاتقیا، خلیفہ حضور سید العلما و احسن العلما، صوفی باصفا پیر طریقت حضرت علامہ الحاج صوفی سخاوت علی قادری علیہ الرحمہ کی شخصیت اپنی مثال آپ تھی، آپ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی مگر آپ کی سادگی میں ہزاروں رعنائیاں، خاموشی میں صدہا انقلابات، اور سنجیدگی میں تقویٰ کی بے شمار برکتیں جلوہ گر تھیں، مگہر، خلیل آباد اور متعدد علاقوں میں آج بھی آپ کے تبلیغی نقوش کے چراغ روشن ہیں، پوری زندگی گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ملت کی قیادت فرمائی، میں ہی نہیں بلکہ پورا علاقہ خصوصاً آپ کے بہت سارے مریدین معتقدین آج بھی اس دعوے کی دلیل ہیں. آپ اخلاص کا پیکر نور، تقوی کا مصدر ظہور اور علم و روحانیت کا سراج منیر تھے.

آپ کی ولادت با سعادت ۱۹۲۸ء میں ہوئی، اساتذہ وقت سے علم ظاہر کی تکمیل کے بعد خانقاہ برکاتیہ سے روحانی برکتوں کا اکتساب کیا، خصوصاً سیدین کریمین حضور سید العلما اور حضور احسن العلما کی سرکار سے تاج خلافت سے سرفراز ہوئے.

روحانی عملیات کے ذریعہ خلق خدا کی خدمت کرتے ہوئے نہ جانے کتنے متلاشیان حق کی رہنمائی فرمائی اور اس طرح لوگوں کو بزرگوں کے دامن کرم سے وابستگی عطا کی.

ترویج علم دین کے لیے اپنے آبائی وطن قصبہ مگہر ہی میں دارالعلوم برکاتیہ کے نام سے ایک عظیم الشان ادارے کی بنیاد رکھی جس سے سیکڑوں حفاظ، قرا اور علماء اب تک فارغ ہو چکے ہیں، یہ ادارہ آپ کی عظیم کرامت کا گواہ ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کے ساتھ ذوق عمل بھی عطا فرمایا تھا، تقوی آپ کے رخ نور کا غازہ تھا، اخلاص آپ کی دستار کرامت کا طرہ امتیاز تھا.

آپ مشائخ مارہرہ کے معتمد اور مسلک اہلسنت والجماعت کے سچے ترجمان تھے، اپنے آقا زادوں کے وفادار تھے، یہ سلسلہ تاحیات قائم رہا. رب العزت سے جو بخشش و انعام مرحمت ہوا، اس کا فیضان آپ نے بندگانِ خدا میں بھی تقسیم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اپنے علم، اپنی دولت اور اپنے جاہ و منصب سے لوگوں کو خوب فائدہ پہنچایا۔ آپ کی سخاوت و فیاضی اور کشادہ قلبی کا زمانہ معترف ہے۔ آپ کا بحرِ جود و سخا ہمیشہ موجزن رہا اور تشنہ لبوں کو سیراب کرتا رہا۔ آپ کے گلشنِ ایثار میں کبھی خزاں کا دور نہ آیا، بلکہ امتدادِ ایام کے ساتھ اور بھی بہار آفریں ہوتا گیا۔ خلیفہ صاحب علیہ الرحمہ مال کے جتنے دھنی اور رئیس تھے، اس سے کہیں زیادہ نفس کے غنی اور رئیس تھے۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ میں مال پر، غنا پر نفس کا استغنا حاوی اور غالب نظر آتا ہے۔ مال کے استحصال اور غنا و ثروت میں اضافہ کی طرف کبھی آپ کا رجحان نہ ہوا، بلکہ جو بھی تھا، اسے دین کی راہ میں اور حاجت مندوں کی حاجت روائی میں صرف کرتے رہے۔ آپ سے جو لوگ قریب رہے ہیں، وہ اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ضرورت مندوں کی کس قدر ضروریات پوری فرماتے اور ناداروں کی حاجت روائی فرماتے کتنے ہی ایسے مدارس و مکاتب ملیں گے، جن کا آپ بھرپور تعاون فرماتے تھے حضور خلیفہ صاحب علیہ الرحمہ کے مشن پر آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند پیر طریقت مولانا قاری محمد اختر نسیم برکاتی خلیفہ حضور نظمی میاں مارہروی، ناظم اعلیٰ دارالعلوم برکاتیہ و سجادہ نشین خانقاہ محبوب الاولیاء پوری عرق ریزی سے لگے ہوئے ہیں ان کے ساتھ خلیفہ صاحب علیہ الرحمہ کے پوتے مولانا محمد مصدق عرف جامی برکاتی و مولانا محمد مبشر عرف نجمی برکاتی بھی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں

یاد رہے مزاراتِ اولیاء منبعِ انوار و تجلیات ہوتے ہیں ان پر حاضری دینے سے دلوں کو راحت ملتی ہے اور بے شمار دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، لہٰذا ہر خلافِ شرع طریقے سے بچتے ہوئے باادب انداز میں حاضری دینا مستحسن یعنی اچھا عمل ہے، مزار شریف پر حاضری کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ صاحبِ مزار کے پائنتی یعنی پاؤں کی جانب سے آئے اور مواجہہ یعنی چہرے کی طرف مزار سے چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو اور درمیانی آواز میں سلام عرض کرے، پھر قرآن خوانی وغیرہ، خواہ فاتحہ شریف اور چند بار درود پاک ہی پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے اور رب تبارک و تعالی کی بارگاہ میں صاحبِ مزار کے وسیلے سے دعا مانگے، پھر سلام کر کے یونہی واپس آ جائے، جہاں تک مزار شریف یا اس کے اوپر رکھی ہوئی چادر چومنے کی بات ہے، تو اس سے بچنا چاہیے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں ادب یہی ہے کہ مزار شریف سے چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر حاضری دی جائے اور مزار شریف چومنے سے بچا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت اطہار کے صدقے و طفیل آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے.

عقیدت کیش
اخلاق احمد نظامی
پرنسپل
دارالعلوم اہلسنت انوارالعلوم گ
ولا بازار گورکھپور
موبائل نمبر—
9935410277

شائع کردہ علما فاؤنڈیشن نیپال
اپنی نگارشات اور مضامین ہمارے ای میل یا واٹس ایپ نمبر پر ارسال کریں
چیف ایڈیٹر کو مضامین اور رپورٹ میں ترمیم کرنے کا حق ہوگا
weeklynepalurdutimes@gmail.com
+918795979383
+977 981-7619786

جنت کے حسین مناظر

تصور کیجیے، وہ لمحہ جب اہلِ ایمان اپنے رب کی رضا کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے، دروازے کھولے جائیں گے، اور سلامتی کی صدائیں سنائی دیں گی: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ"(سلام ہو تم پر، تم پاک صاف ہو، پس داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے۔)

جنت میں سب سے پہلا مرحلہ ایک روح افزا اور عجیب و غریب بازار کا ہوگا، جو کسی دنیوی بازار سے مشابہ نہ ہوگا۔

نہ وہاں خرید و فروخت ہوگی، نہ لین دین، صرف عطا ہوگی اور رضا۔ ہر جنتی کو حسبِ خواہش لباس، خوشبو، اور زیبائش کی چیزیں عطا کی جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فِي الْجَنَّةِ سُوقٌ يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ، فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا" (جنت میں ایک بازار ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کو جائیں گے، وہاں سے شمال کی ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور لباسوں پر پڑے گی، اور وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو جائیں گے۔) [صحیح مسلم]

پھر اعلان ہوگا کہ آج ایک عظیم الشان روحانی محفل منعقد ہوگی۔ جنتی اس نورانی مجلس میں جمع ہوں گے، دلوں میں شوق کی تڑپ ہوگی، اور فضائیں مشک و عنبر سے مہک رہی ہوں گی۔

اسی دوران حورانِ جنت نغمہ سرائی کریں گی، جو اپنی سحر انگیز آوازوں میں ترنم سے گائیں گی: "نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوتُ، وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ، وَنَحْنُ الْمُقِيمَاتُ فَلَا نَظْعَنُ، وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ، طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ" (ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی نہ مریں گی۔ ہم نعمتوں میں پلنے والی ہیں، ہم پر کوئی رنج نہیں۔ ہم جنت میں مقیم ہیں، کبھی وہاں سے نکالی نہ جائیں گی۔ ہم ہمیشہ خوش ہیں، کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوش نصیب وہ ہے جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔)

جب یہ نغمہ فضا میں گونجے گا، اہلِ جنت وجد میں آجائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سوال فرمائے گا: "يَا عِبَادِي! كَيْفَ وَجَدْتُمُ الْأُنْسَ؟" (اے میرے بندو! تم نے یہ محفل کیسی پائی؟) وہ عرض کریں گے: "رَبَّنَا! مَا سَمِعْنَا أَطْيَبَ مِنْ هَذَا" (اے ہمارے رب! اس سے بڑھ کر ہم نے کچھ سنا ہی نہیں!) رب تعالیٰ فرمائے گا: "أَفَلَا أَزِيدُكُمْ؟" (کیا میں تمہیں اس سے بھی بہتر عطا نہ کروں؟) وہ عرض کریں گے: "بَلَى يَا رَبِّ!" (کیوں نہیں، اے ہمارے رب!) تب حضرت داود علیہ السلام تشریف لائیں گے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوش آوازی اور وجد انگیز ترنم عطا کیا تھا۔

جب وہ کلامِ الٰہی کی تلاوت کریں گے، تو پہاڑ، پرندے، اشجار سب ان کے ساتھ تسبیح میں شریک ہو جائیں گے: "يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ" (اے پہاڑو! داود کے ساتھ تسبیح کرو، اور پرندوں کو بھی۔) {سبأ: 10}

اہلِ جنت مدہوش ہو جائیں گے، سراپا گوش بنے ہوئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ پھر پوچھے گا:

"كَيْفَ وَجَدْتُمْ؟" (کیسا پایا؟)

سب عرض کریں گے: "رَبَّنَا! هَذَا أَطْيَبُ وَأَجْمَلُ!" (اے رب! یہ تو اور زیادہ عمدہ اور حسین تھا!)

پھر نوبت آئے گی امام الانبیاء، فخرِ موجودات، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جب آپ کی زبانِ اطہر سے قرآن کی تلاوت جنت میں گونجے گی تو اہلِ جنت وہ کیف و سرور پائیں گے جو ناقابلِ بیان ہوگا۔

یاد رہے، دنیا میں کفارِ قریش بھی آپ کی تلاوت سننے کے لیے چھپ چھپ کر آتے تھے:

"وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ" (کافروں نے کہا: اس قرآن کو مت سنو اور اس میں شور مچاؤ۔) [سورۃ فصلت: 26]

لیکن وہی کفار رات کی تاریکی میں چھپ چھپ کر قرآن سنتے تھے، آپ کی آوازِ مبارک کا جادو دلوں کو موہ لیتا تھا۔

اب جنت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرمائیں گے، تو اہلِ جنت بے خود ہو جائیں گے، اور دل پکار اٹھیں گے: "هَذَا هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي غَيَّرَ الْقُلُوبَ فِي الدُّنْيَا، فَكَيْفَ لَا يُسْكِرُنَا فِي الْجَنَّةِ!" (یہ وہ کلام ہے جس نے دنیا میں دلوں کو بدل دیا، تو جنت میں ہمیں سرشار کیوں نہ کرے!)

پھر اس نور و نغمہ سے بھری مجلس میں وہ عظیم لمحہ آئے گا، جو تمام نعمتوں اور لذتوں سے برتر ہوگا۔

اللہ رب العالمین، خود تلاوت فرمائے گا۔ "قَدْ سَمِعْنَا قِرَاءَةَ دَاوُدَ وَمُحَمَّدٍ، فَهَلْ تَشْتَهُونَ أَنْ تَسْمَعُوا قِرَاءَتِي؟" (تم نے داود اور محمد کی قراءت سنی، کیا اب میری قراءت بھی سننا چاہتے ہو؟)

جب ربِ کائنات اپنی زبانِ قدرت سے قرآن کی تلاوت کرے گا، تو جنت ساکت ہو جائے گی،

فرشتے، حوریں، درخت، نہریں، سب دم سادھ لیں گے، اور اہلِ جنت بے خود ہو کر سنیں گے۔

"وَيَتَلَذَّذُونَ بِصَوْتِ الرَّحْمَنِ كَمَا لَمْ يَتَلَذَّذُوا بِشَيْءٍ قَطُّ" (اور وہ رحمٰن کی آواز سے ایسی لذت پائیں گے جو انہوں نے کبھی کسی چیز سے نہ پائی ہوگی۔)

وہ عرض کریں گے: "رَبَّنَا! مَا بَعْدَ هَذَا مِنْ نَعِيمٍ!" (اے ہمارے رب! اس کے بعد کسی اور نعمت کی کوئی گنجائش ہی نہیں!)

ابو خالد

عورت، روشنی کا استعارہ

تحریر۔ گلشن انصاری

ممبئی

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

عورت محض ایک صنف نہیں بلکہ زندگی کا وہ لازوال استعارہ ہے جس کے بغیر کائنات کا تصور ادھورا ہے۔ قدرت نے اسے نہ صرف تخلیق کا ذریعہ بنایا بلکہ محبت، ایثار، قربانی اور روشنی کی علامت بھی ٹھہرایا۔ عورت کی شخصیت میں وہ تمام پہلو سمائے ہیں جو انسانیت کو آگے بڑھاتے ہیں۔ وہ ماں کی صورت میں پرورش دیتی ہے، بہن کی شکل میں حوصلہ بخشتی ہے، بیوی کے روپ میں رفاقت عطا کرتی ہے اور بیٹی کے طور پر امید کا چراغ روشن رکھتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ عورت روشنی کا استعارہ ہے۔

روشنی کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اندھیروں کو مٹا دیتی ہے۔ جہاں روشنی ہو وہاں خوف نہیں رہتا، راہیں صاف دکھائی دیتی ہیں اور دل کو سکون ملتا ہے۔ عورت بھی اپنے وجود سے خاندان، معاشرے اور تہذیب کے اندھیروں کو اجالتی ہے۔ جس گھر میں عورت کا احترام اور محبت موجود ہو، وہاں سکون، رحمت اور ترقی جنم لیتی ہے۔

روشنی انسان کو آگے بڑھنے کا راستہ دکھاتی ہے، عورت بھی یہی کرتی ہے۔ وہ بچوں کو تعلیم دیتی ہے، اخلاق سکھاتی ہے، اقدار منتقل کرتی ہے اور ان کے مستقبل کو سنوارتی ہے۔ اگر عورت تعلیم یافتہ ہو تو پورا معاشرہ علم کے نور سے روشن ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ "تم ایک مرد کو تعلیم دو تو ایک فرد پڑھتا ہے، لیکن ایک عورت کو تعلیم دو تو ایک نسل پڑھتی ہے۔

چلتی پھرتی ہوئی آنکھوں سے اذاں دیکھی ہے
میں نے جنت تو نہیں دیکھی ہے ماں دیکھی ہے

ماں سب سے پہلی درسگاہ ہے۔ بچے کی زبان، کردار اور سوچ کی تعمیر ماں کی گود میں ہوتی ہے۔ ماں اپنی بے پناہ محبت اور ایثار سے بچے کے وجود کو زندگی کی روشنی عطا کرتی ہے۔ راتوں کو جاگ کر لوری دینا، بیماری میں دعائیں مانگنا، اور مشکل وقت میں حوصلہ دینا۔ یہ سب ماں کی قربانی کے وہ چراغ ہیں جو اولاد کی راہ روشن کرتے ہیں۔

بہن گھر کی رونق اور بھائی کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ وہ اپنی معصوم ہنسی سے ماحول کو خوشی عطا کرتی ہے۔ بھائی کے لیے دعائیں مانگتی ہے اور ہر دکھ سکھ میں ساتھ کھڑی رہتی ہے۔ بہن کا وجود روشنی کی اس کرن کی مانند ہے جو خاندانی رشتوں کو محبت اور مروت سے باندھے رکھتی ہے۔ بیوی شوہر کے لیے رفیقِ حیات ہے۔ وہ مشکل وقت میں حوصلہ دیتی ہے، خوشی میں شریک ہوتی ہے اور زندگی کی ذمہ داریوں کو بانٹتی ہے۔ قرآن میں بھی بیوی کو "لباس" کہا گیا ہے، یعنی ایسا ساتھی جو انسان کو ڈھانپ لے، سکون دے اور اس کی کمزوریوں کو چھپا لے۔ بیوی کے بغیر گھر کا تصور ادھورا ہے، کیونکہ وہ ہی گھر کو جنت کا روپ دیتی۔

بیٹی رحمت ہے، خوشی ہے اور امید ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بیٹی کو جنت کی ضمانت قرار دیا۔ بیٹی اپنے والدین کے دل کی ٹھنڈک اور بڑھاپے کا سہارا بنتی ہے۔ اگر بیٹی کو محبت اور تعلیم دی جائے تو وہ معاشرے کو سنوارنے والی بہترین شخصیت کے طور پر سامنے آتی ہے۔

کسی بھی قوم کی ترقی کا انحصار عورت کے مقام پر ہوتا ہے۔ جو معاشرے عورت کو علم اور کردار کی روشنی دیتے ہیں، وہی ترقی کرتے ہیں۔ عورت صرف گھر تک محدود نہیں بلکہ تعلیم، طب، سائنس، ادب اور سیاست ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکی ہے۔ وہ صرف چراغِ خانہ نہیں بلکہ چراغِ محفل بھی ہے۔ اسلام نے عورت کو عزت و احترام کا بلند مقام عطا کیا۔ جہالت کے دور میں عورت کو زندہ دفن کیا جاتا تھا، مگر اسلام نے اسے وراثت، تعلیم، نکاح اور عزت کے حقوق دیے۔ قرآن میں بار بار عورت کے مقام اور حقوق پر زور دیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کا استعارہ بنایا گیا۔

تو آگ میں اے عورت زندہ بھی جلی برسوں
سانچے میں ہر اک غم کے چپ چاپ ڈھلی برسوں

اگرچہ عورت روشنی کا استعارہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آج بھی بہت سی عورتیں ظلم، جہالت اور جبر کے اندھیروں میں دبی ہوئی ہیں۔ انہیں تعلیم کے مواقع نہیں ملتے، وراثت کے حقوق نہیں دیے جاتے، گھریلو تشدد اور استحصال کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے ماحول میں عورت کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ اس لیے معاشرے پر ذمہ داری ہے کہ وہ عورت کو وہی مقام دے جو قدرت نے اس کے لیے بنایا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ مستقبل روشن ہو تو ہمیں اپنی بیٹیوں کو تعلیم دینی ہوگی، ان کے خوابوں کو پنکھ دینا ہوگا اور انہیں زندگی کے ہر شعبے میں آگے بڑھنے کا موقع دینا ہوگا۔ جب عورت ترقی کرے گی تو پورا خاندان ترقی کرے گا اور یوں معاشرہ روشنی سے منور ہوگا۔ عورت روشنی کا استعارہ ہے کیونکہ وہ محبت دیتی ہے، ایثار کرتی ہے، قربانی دیتی ہے اور ہر رشتہ کو مضبوط بناتی ہے۔ وہ ماں ہے تو گود میں جنت بسا دیتی ہے، بہن ہے تو بھائی کی دعاؤں کی حصار بنتی ہے، بیوی ہے تو شوہر کی زندگی کا سکون بن جاتی ہے اور بیٹی ہے تو والدین کے لیے رحمت اور خوشی کا سامان بنتی ہے۔ اگر ہم عورت کو عزت، تعلیم اور آزادی دیں گے تو معاشرہ اجالوں سے بھر جائے گا۔

مٹی پہ نمودار ہیں پانی کے ذخیرے
ان میں کوئی عورت سے زیادہ نہیں گہرا

سرزمین کشن گنج میں ہوا ایک روزہ تعلیمی انعامی مقابلہ کا انعقاد۔

۸/ستمبر بروز سوموار، پوٹھیا بازار (کشن گنج، بہار) کی سرزمین ایک یادگار دن کی گواہ بنی، جب تنظیم پیغامِ شریعت کشن گنج کے زیرِ اہتمام ایک منفرد اور تاریخی تعلیمی و انعامی مقابلہ منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ پروگرام محض ایک تعلیمی سرگرمی نہیں بلکہ ایک نئی تعلیمی بیداری کی تحریک تھا، جس نے سیمانچل کی علمی فضا کو جلا بخشی۔

قابلِ ذکر ہے کہ اس علمی محفل کو سجانے میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ کے طلبہ کا کردار نہایت ہی روشن اور لائقِ تحسین رہا۔ یہ نوجوان، جو ابھی زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، اپنی چھٹیوں میں آرام کو ترک کر کے علاقے میں علم کا چراغ جلانے نکلے۔ ان کی لگن اور کاوش اس بات کا ثبوت ہے کہ ملت کے یہ سپوت آنے والے وقت میں تعلیمی و دینی میدان کے درخشاں ستارے ثابت ہوں گے۔

مقابلے کی نوعیت:

یہ مقابلہ چار حصوں پر مشتمل تھا:

1. حفظ و قرأت
2. علمِ صرف
3. علمِ نحو
4. اسلامک کوئز

الحمدللہ! سیمانچل بھر سے آئے ہوئے طلبہ نے اس پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ دو درجن سے زائد طلبہ نے مقابلے میں شمولیت اختیار کی اور ہر شعبے کے ممتحن حضرات نے باریک بینی کے ساتھ اور جانچ پڑتال کے بعد نتائج کا اعلان فرمایا۔ پروگرام کو وقار بخشنے کے لیے "پیر طریقت، رہبرِ راہِ شریعت، شمشِ ولایت حضرت علامہ و مولانا سید شاہ شمس اللہ جان قبلہ مصباحی المعروف بہ بابو حضور (ولیعہد خانقاہ سمرقندیہ دربھنگہ، بہار)" بطور مہمانِ خصوصی جلوہ افروز ہوئے۔ ان کی موجودگی نے اس تعلیمی محفل کو روحانی نور اور قلبی مسرت عطا کی۔ علاقے کے ذمہ داران، سیاسی قائدین اور معزز علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت بھی شریک رہی۔ بالخصوص خطیبِ سیمانچل مفتی محفل اشرف صاحب قبلہ، نباضِ قوم و ملت حضرت مفتی فیروز مصباحی صاحب قبلہ نے اپنے پر مغز اور مدلل تقریر کر کے سامعین کو موجودہ دور میں تعلیم کی اہمیت و ضرورت کو بتایا۔ نیز ساتھ ہی دیگر جید علما کرام نے شرکت فرما کر پروگرام کو رونق بخشی۔

ایوارڈ اور انعامات

پروگرام کے اختتام پر حضور سیدی شمس اللہ جان قبلہ مصباحی کی خدمت میں "مجددِ الف ثانی ایوارڈ" پیش کیا گیا۔ بعد ازاں طلبہ کو ان کی کارکردگی کے مطابق انعامات دیے گئے: اول پوزیشن: پانچ ہزار روپے اور ٹرافی دوم پوزیشن: تین ہزار روپے اور ٹرافی سوم پوزیشن: ایک ہزار روپے اور ٹرافی (نوٹ: ہر شعبے میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو اسی طرح انعام دیا گیا۔)

نیز تمام شریک طلبہ کو ترغیبی انعامات دیے گئے، اور مختلف مدارس کے ذمہ داران کو اعزازی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

یہ پروگرام صرف ایک مقابلہ نہیں بلکہ ایک نئی روایت، ایک تعلیمی بیداری اور علاقے کے روشن مستقبل کی علامت تھا۔ مقررین نے جامعہ اشرفیہ کے طلبہ کی قربانی و محنت کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا اور کہا کہ یہ نوجوان واقعی قوم کا سرمایہ ہیں، جن کی خدمات آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ہوں گی۔

رپورٹ:___ محمد رضوان احمد مصباحی

شیوہر ضلع کے ادی ءچھپرا میں مدرسے کے بچوں نے اپنا جلوہ دکھایا،

شیوہر ضلع کے صدر مقام سے متصل ڈمری کٹسری بلاک کے قریب ادی ءچھپرا گاؤں میں مدرسہ قادریہ فروغ اہل سنت کے زیر اہتمام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے 1500 سو سالہ جشن ولادت باسعادت کے موقع پر مدرسہ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا محمد مبارک حسین مصباحی کی سرپرستی اور مدرسہ کے پرنسپل خطیب ذیشان حضرت علامہ مولانا محمد اعجاز احمد شمسی بیرگیاوی کی صدارت میں مدرسہ کے بچوں کے درمیان انعامی مقابلے کا انعقاد کیا گیا جس میں کئی بچوں کو 40 احادیث یاد کرائی گئیں اس کے علاوہ بچوں نے نعت و تقریر اور منقبت میں اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا اسلامی سوالات و جوابات کا پروگرام بھی رکھا گیا تھا جس میں ایک بچہ سوال کرتا تھا اور دوسرا بچہ اس کا جواب دیتا تھا چاروں طرف سے لوگ گوش بر آواز تھے اور اس طرح سے یہ پروگرام بحسن وخوبی ادھی رات تک چلتا رہا اچھی کارکردگی اور اس میں حصہ لینے والے سبھی بچوں کو مدرسہ کے ذمہ داروں کے ہاتھوں انعامات سے نوازا گیا حصہ لینے والوں میں مندرجہ ذیل بچے شامل ہیں

نہاں خاتون، صابرین خاتون، شاہین خاتون، ساجمن خاتون، سعدیہ ناز، صابیہ پروین، شاہینہ پروین، مسرت پروین، اکرم رضا، فیضان رضا، فاضل رضا، نازش رضا، معصوم رضا، اس کے علاوہ اور دیگر بچوں نے بھی، انعامی مقابلہ میں حصہ لیا، مولانا شمسی بتاتے ہیں کہ مدارس کے بچے بھی کسی سے کم نہیں ہے انہیں احساس کمتری سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے اور وقتاً فوقتاً اس طرح کے اسلامی پروگرام منعقد کرنے سے بچوں میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، موقع پر قمر صاحب خزانچی، یونس صاحب معراج صاحب سلیم صاحب کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، رپورٹ ابوافسر مصباحی

فیضان مدینہ کانفرنس کا انعقاد

ہزاری باغ (نمائندہ خصوصی) مدرسہ فیض النبی، کٹکھرا سودن، ضلع ہزاری باغ میں بروز جمعہ 12 ستمبر 2025 کو نہایت شاندار اور پُروقار انداز میں 1500 سالہ جشنِ میلاد النبی ﷺ منعقد ہونے جا رہا ہے۔

اس پر نور موقع پر عظیم الشان فیضانِ مدینہ کانفرنس ہوگی، جس میں ملک و بیرونِ ملک کے نامور علماء و مشائخ، جید قراء اور خوش الحان نعت خواں حضرات اپنی علمی و روحانی تقاریر اور نعتیہ کلام سے محفل کو مزین فرمائیں گے۔ اس بابرکت اجلاس کی ایک اور نمایاں جھلک "جشنِ دستارِ حفظ" بھی ہوگا، جس میں حفاظِ کرام کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں دستارِ حفظ سے نوازا جائے گا۔ پروگرام کی ایک خصوصی پیش کش یہ ہے کہ چلکوسہ بلاک، ضلع ہزاری باغ کے وہ مسلم طلبہ و طالبات جنہوں نے مختلف بورڈ یا یونیورسٹی امتحانات میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہیں، ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں بھی ترغیبی انعامات دیے جائیں گے۔ اہلیت کی شرائط درج ذیل ہیں: 2024 میں فوقانیہ میں کم از کم 70٪ اور مولوی میں 65٪ نمبرات، 2025 کے میٹرک میں 70٪ اور انٹر میں 65٪ نمبرات، 2024 میں بی اے اور بی ایڈ میں 60٪ یا اس سے زائد نمبرات۔ مزید برآں، فیض النبی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ نے علاقے میں دین و سنت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی پاسبانی کرنے والے پندرہ (15) اداروں کو ان کی دینی و تعلیمی خدمات کے اعتراف میں سپاس نامہ اور توصیفی سند پیش کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ ٹرسٹ کے ذمہ داران نے اہلِ علاقہ، علما، دانشوروں اور عام مسلمانوں سے اس روح پرور و ایمان افروز محفل میں بھرپور شرکت کی اپیل کی ہے تاکہ جشنِ میلاد النبی ﷺ اور جشنِ دستارِ حفظ کو بامقصد اور یادگار بنایا جا سکے

اسکولی بچوں کا ششماہی احتساب جاری،

پریس ریلیز، سیتامڑھی ضلع کے پریہار بلاک ہیڈ کوارٹر سے متصل انصاری محلہ میں واقع بی ایم سی مکتب مڈل اسکول پریہار میں درجہ سوم سے ہشتم تک کے بچوں کا ششماہی احتساب جاری ہے امتحان لینے کے لیے باہر سے ممتحن حضرت کو بلایا گیا ہے ممتحن حضرات پوری مستعدی کے ساتھ بچوں کا امتحان لے رہے ہیں اور بدعنوانی سے پاک ماحول میں بچے سوالوں کے جوابات دے رہے ہیں اسکول کے ہیڈ ماسٹر محمد فخر الحسن انصاری نے بتایا کہ یہاں 600 بچے روزانہ حاضر رہتے ہیں مینو کے حساب سے کھانا دیا جاتا ہے، اور بچوں کا جو حق سرکار کی جانب سے ملتا ہے اس کو بچوں تک پہنچا دیا جاتا ہے باہر سے آنے والے ممتحن حضرات نے بچوں کی حسن کارکردگی اور حسن انتظام کی ستائش کی اور ممتحن محمد رضی احمد گلاب بتاتے ہیں یہ سب ہیڈ ماسٹر کے محنت اور جد وجہد کا نتیجہ ہے کہ بچوں میں تعلیم کے ساتھ تربیت اور غور و فکر کا مادہ بھی پایا جا رہا ہے جبکہ مولانا اشفاق مصباحی نے بتایا کہ 90 فیصد بچوں کی حاضری بہت ہی کم اسکولوں میں ہوا کرتی ہے یہ واقعی اپنے آپ میں ایک مثال ہے نگرانی کرنے والے اساتذہ ماسٹر سرت چندر رام نریش سنگھ منوج کمار شلیندر کمار نے بتایا کہ بچوں کی تیاری بھرپور ہونے کی وجہ سے بچے خوشگوار ماحول میں امتحان دے رہے ہیں واضح ہو کہ یہ امتحان ایک ہفتہ اور چلے گا

حضور فاروق ملت کو جہاں تک میں نے جانا ہے: پروفیسر گوہر صدیقی

پروفیسر گوہر صدیقی
صوبہ بہار،9470038099

* 22 جولائی 2020ء تقریباً 10 بجے رات جب شہزادہ حضور فاروق ملت ،مولانا مفتی محمد غلام معین الدین برکاتی فیضی(ناظم تعلیمات دارالعلوم امام احمد رضا کواری) نے مجھے فون پر بتایا کہ ابا حضور کی سوانح حیات پر مشتمل ایک کتاب بنام " تاج الاصفیا احوال وآثار ، شایع ہو رہی ہے۔لہذا اس تعلق سے چند جملے آپ لکھ دیں۔یہ سن کر میں خوشی سے مچل گیا کیونکہ ک میرے لیے یہ نہایت فخر کی بات تھی کہ مجھے اس شخصیت پر دو چار جملے قلم بند کرنے کو کہا جارہا ہے جس کے دیدار کو سیکڑوں لوگ ترستے ہیں۔

قارئین کرام،!
انہیں کبھی دیکھا نہ تھا صرف نام سنا تھا ،پہلی بار دارالعلوم حامدیہ جگدر بازار ،تھانہ پریہار، ضلع سیتامڑھی کے ایک جلسہ کے موقع پر دیدار ہوا، مدرسے کے برآمدے پر چند علمائے کرام بیٹھے تھے ،میں نے جا کر سلام پیش کیا اور ادب سے بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد خود حضور صوفی فاروق ملت نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا: غالباً گوہر صدیقی صاحب لگتے ،میں نی کہا جی حضرت ،پھر میں اپنے پاس میں ہی بیٹھے ایک مولانا صاحب سے اشارے میں دریافت کیا کہ یہ حضرت کون ہیں؟ بولے! یہی نہ ہیں مولانا فاروق صاحب گوہر دھن پور، بس کیا تھا میں نے حضرت کو دوبارہ سلام عرض کیا، دیکھا تو بے حد متاثر ہوا ،سیدھا سادہ لباس ،نہایت سادگی ، سنجیدہ لب ولہجہ ،آداب گفتگو میں نشیب وفراز دل کو بھا گیا پھر حضرت سے ان کا نمبر لیا اور اب تک اس نمبر پر ٹیلی فون کر کے دعائیں لیتا رہتا ہوں اور کیء بار شرف دیدار سے بھی فیضیاب ہوا ہوں۔

حضرت کی پیدائش سیتامڑھی ضلع کے بتھنا ہا بلاک کے ایک پستی گوہر دھن پور کے ایک انتہائی مزہبی گھرانے میں 13 رمضان المبارک 1377ھ بمطابق 1958ء میں ہوئی ،آپ کے والد محترم کا نام رستم علی اور جد مکرم کا نام روزہ علی ہے _آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں قائم مکتب مصطوفیہ رضویہ (جو اب جامعہ مصطوفیہ رضویہ ہے) سے حاصل کی_اعلی تعلیم کے لئے مدرسہ غریب نواز رانچی ہزاری باغ گ ءے جہاں آپ نے دو سال تعلیم حاصل کی ، پھر وہاں سے آپ الجامعتہ الاشرفیہ مبارک پور تشریف لے گیے جہاں آپ نے دو ڈھای سال تک اپنی علمی پیاس بجھاتی اس کے بعد آپ ملک و ملت کی مشہور و معروف دینی درسگاہ دارلعلوم منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے گیے جہاں 1981ء میں عرس حامدی وجیلانی کے پر بہار موقع پر ملک کے مقتدر علماء و مشائخ کے ہاتھوں آپ کو سند فضیلیت و دستار سے نوازہ گیا_ اور 1947 ءمیں آپ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق بیعت ہوے_آپ کو حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمّد اختر رضا خاں ازہری میاں، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند صوفی لعل محمد ،حضور شیر بہار مفتی اسلم رضوی، مفسر قرآن ال رسول حضور سید ظہور الحسین ، نبیرہ اعلیحضرت سبحانی میاں ،علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ وغیرہ جیسی اہم شخصیات سے خلافتِ واجازت حاصل ہے_

حضرت موصوف پہلی مرتبہ 11 ذی القعدہ 1430ھ مطابق 13 دسمبر 2009ء کو زیارت حرمین شریفین طیبین کو تشریف لے گیے، پھر پہلا عمرہ 23 دسمبر 2014ء کو، دوسرا عمرہ 25 نومبر 2016ء کو، تیسرا عمرہ 2, نومبر 2019ء کو، چوتھا عمرہ 30 ستمبر 2022ء کو، پانچواں عمرہ 11 مئی 2023ء کو ،چھٹواں عمرہ 23 ستمبر 2023ء کو، عمرہ سے سرفیاب ہوے وہیں 10 مارچ 2018ء میں پہلی مرتبہ بغداد شریف کی حاضری ،دوسری مرتبہ بغداد معلی کی حاضری 12 دسمبر 2018ء تیسری مرتبہ 25 اگست 2023ء میں

حضور الحاج صوفی فاروق احمد رضوی مدظلہ العالی کے عشق رسول سے وابستگی کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ کی ہر ہر ادا سے سنت مصطفی کا ظہور ہوتا نظر آتا ہے ،جن کی ضوپاشیوں سے معاشرہ منور ہو رہا ہے۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپ کے حلقہ احباب میں شامل ہونے والے حضرات بہت ہی جلد آپ کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت کے جام عشق کا اندازہ لگانا مشکل ہے ،آپ کو بار بار سرکار اعلیحضرت مجدد دین وملت کنزالکرامت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی و حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں علیہ رحمت ورضوان کی یادگار میں اکثر آنسوں بہاتے دیکھا گیا ہے_ محافل نعت میں اپ کی کیفیت بیان کرنے سے قلم قاصر ہے_ حضرت کے اقوال عشق مصطفےٰ سے بھرپور ،افعال سے سلف صالحین کا ظہور اور آپ کی زندگی یاد مصطفےٰ سے معمور ہے_ حضور فاروق ملت نے اصلاح فکر واعتقاد، تبلیغ دین ومتین اور احیائے سنیت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہے_ حضرت کی ذات ایک زندہ ولی کی حیثیت رکھتی ہے ،حد درجہ متبع شرع وپاکیزہ نفس کے حامل ہیں_آج کے اس ضیق ادہر ماحول، پرفتن دور میں جہاں حق پرستوں پر باطل قوتوں کی یلغار ہے مگر اس کے باوجود بھی حضرت کی ذات گرامی نے کبھی خوف نہ کھایا بلکہ مسلک اعلیحضرت کی نشرواشاعت میں ہمیشہ لگے رہے اور آج بھی وی دن خم ہیں_ دارالعلوم امام احمد رضا کواری حضرت کی ایک زندہ وتابندہ یادگار ہے

سن 1983ء میں حضرت وزارت حسین رضواں اللہ علیہ رحمہ نانپور کے برادر اصغر منشی تمیزالق صاحب کی صاحبزادی سے آپ کا عقد مسنون ہوا_ قدرت نے آپ کو 05 بیٹوں اور 04 صاحبزادیاں سے نوازہ ہے_ مفتی ضیاء الدین برکاتی جامعی، مفتی معین الدین برکاتی فیضی، حافظ وقاری محمد سعد الدین برکاتی مرکزی، مفتی مسیح الدین برکاتی مظہری، حافظ محمد نجیب الدین برکاتی فاروقی جو فقط آپ کے چشم وچراغ ہی نہیں بلکہ آپ کے مشن کے دست بازو ہیں'

رو راقم الحروف نے بھی اپنی چند کتابیں عظمت رسول ،خاک مدینہ ، لعل گوہر ،لغات گوہر ،شان پریہار کو اہم علمی شخصیات کے ساتھ ساتھ حضرت کے نام سے بھی منسوب کیا ہے

دعا گو ہوں کہ رب کعبہ حضور الحاج صوفی فاروق ملت کی عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے آمین

پیس اینڈ ہیومنٹی ڈیز کے موقع پر مفسر قرآن، مفتی محمد رضا قادری مصباحی نقشبندی کا پیغام

پریس ریلیز، کولکاتا، محمد ابرار عالم مصباحی۔
تنظیم دعوت قرآن [خضر پور، کولکاتا] نے حسب روایت امسال بھی نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۵۰۰ سالہ جشن ولادت کو "پیس اینڈ ہیومنیٹی ڈے" کے طور پر منایا۔اس موقع سے تنظیم کی طرف سے ۲۰۰/ غریب لوگوں کے گھر تک ایک مہینے کا راشن کٹ پہونچایا گیا، بڑے پیمانے پر "فری آئی چیک اپ کیمپ" لگایا گیا اور تقریبا ۵۰۰/لوگوں کا چیک اپ کیا گیا، ۵۰/طلبہ وطالبات کو تین تین ہزار روپئے کا اسکالر شپ دیا گیا، ہاسپیٹل جاکر بیماروں کی عیادت کی گئی اور انہیں مقوی غذاؤں کا پیکٹ بھی دیا گیا، مختلف غیر مسلم علاقوں میں جاکر ناشتے کے پیکٹ اور پھول تقسیم کیا گیا اور مختلف

مقامات پر شجرکاری کی گئی۔
بعد نماز جمعہ حاجی محمد محسن گرلس اسکول میں تقریری پروگرام ہوا، تلاوت اور ترجمہ حضرت مولانا سبحان رضا مصباحی نے پیش کیا، خصوصی خطاب الجامعۃ الاشرفیہ کے موقر استاذ، مورخ اسلام، مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رضا قادری مصباحی نقشبندی نے فرمایا، موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آج ہم ۱۵۰۰ سالہ جشن ولادت منا رہے ہیں یہ بے شک انتہائی مسرت کا موقع ہے لیکن ساتھ ہی احتساب کا بھی موقع ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں ساری جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا، ان کا تعارف کتنا اور کیسے کرایا ہے۔آج دنیا ان کو پڑھنا اور جاننا چاہتی ہے، ان کا سب اچھا تعارف ان کے امتی کے اخلاق و کردار ہیں، اس لئے ہر مسلمان کو سیرت نبوی کے سانچے میں ایسے ڈھل جانا چاہئے کہ ہر امتی اپنے نبی کا تعارف بن جائے اور لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ ایسے پاکیزہ سیرت و کردار کے حاملین کے جو آقا ہیں یقینا وہ سب سے عظیم رہے ہوں گے۔ساتھ ہی انہوں نے جلسہ وجلوس وغیرہ کے ساتھ جشن ولادت کو بڑے پیمانے پر خدمت خلق کے ذریعے منانے پر بھی زور دیا اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ کلمات تشکر تنظیم دعوت قرآن کے بانی حضرت علامہ مولانا الحاج محمد امتیاز احمد مصباحی نے پیش کیا اور نظامت مولانا محمد ابرار عالم مصباحی نے کیا۔صلاۃ وسلام اور مفتی صاحب کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

شہرِ کاٹھمنڈو اور بیداری کی قیمت

نیپال کا دارالحکومت کاٹھمنڈو آج ایک ایسے اندوہناک سانحے کا گواہ بنا جس نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا۔ نوجوانوں نے بدعنوانی اور سماجی رابطوں پر عائد پابندی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، مگر یہ صدا خون و خاک میں نہا گئی۔
احتجاج کے دوران عوام اور ریاستی فورسز کے درمیان ہونے والی جھڑپ نے خوفناک صورت اختیار کرلی۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کم از کم انیس افراد شہید ہوئے، جب کہ تین سو چالیس سے زائد زخمی حالت میں اسپتال پہنچائے گئے۔ زخمیوں میں پولیس اہلکار بھی شامل ہیں۔ یہ اعداد و شمار اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ عوامی آواز کو دبانے کی ہر کوشش آخر کار خون کے دریا سے گزر کر ہی ناکام ہوتی ہے۔اس المیہ نے سیاسی منظرنامے پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ وزیرِ داخلہ رمیش لیکھک نے اس سانحہ کی اخلاقی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا۔ دوسری طرف وزیراعظم کے پی شرما اولی کو بھی عوامی دباؤ کے نتیجے میں منصب چھوڑنا پڑا۔ یوں نیپال کی سیاست ایک بڑے بحران میں داخل ہو گئی۔
حادثے میں سابق وزیراعظم جلاناتھ خانل کی اہلیہ ، روی لکشمی خانل، جان لیوا زخموں کے باعث زندگی کی بازی ہار گئیں۔ وزیرِ خزانہ بشنوپُڈیل پر بھی عوامی غیظ و غضب کا نشانہ بنایا گیا، اور ان پر ہونے والے حملے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی۔ اس ہنگامہ خیز صورتحال کے باعث تریبھوان انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر تمام ملکی و غیر ملکی پروازیں منسوخ کر دی گئیں۔ شہر کی فضا سوگوار ہے، گلی کوچے زخمیوں کی آہیں اور لواحقین کے بین سے گونج رہے ہیں۔ یہ المناک واقعہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ طاقت کا بے جا استعمال کبھی بھی پائیدار امن کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ انصاف، شفافیت اور عوامی اعتماد ہی وہ ستون ہیں جن پر ایک مستحکم معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اگر حکمران عوامی آواز کو سننے سے گریز کریں گے تو تاریخ کا دھارا انہیں بہالے جائے گا۔
کٹھمنڈو کے اس خونی دن نے ثابت کیا کہ عوامی بیداری کی قیمت خون سے ادا کرنی پڑتی ہے، مگر یہ خون آنے والی نسلوں کے لئے روشنی کا چراغ بن سکتا ہے۔ نوشاد احمد

1500 سالہ جشنِ ولادت پر ماتریدی اسکالرز کا قافلہ پیرہن مبارک کی زیارت وخدمت و تبلیغی سفر

از: حشمت اللہ ماتریدی علیمی
امام ماتریدی انسٹی ٹیوٹ مالیگاؤں

بحمدہ تعالی ! ہم سبھی ماتریدی اسکالرز کے لیے نہایت ہی خوش نصیبی، فیروز بختی اور سعادت مندی کی بات ہے کہ یہ ماتریدی قافلہ استاذ محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل ازہری صاحب(پرنسپل امام ماتریدی انسٹی ٹیوٹ مالیگاؤں) کی سرپرستی میں مورخہ ٤ ستمبر ٢٠٢٥ ء مطابق ١١ ربیع النور شریف ١٤٤٧ھ بروز جمعرات کو بعد نماز ظہر امام ماتریدی انسٹی ٹیوٹ سے روانہ ہوا، جس کا مقصد 1500 سالہ جشن ولادت کو نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منانا، رحمت دوعالم ﷺ کے پیرہن مبارک کی زیارت وخدمت تھا!! لمبی مسافت طے کرنے کے بعد یہ قافلہ اپنی منزل مقصود مدینۃ الاولیاء خلد آباد شریف پہنچ گیا۔وہاں پہنچنے کے بعد سبھی اسکالرز کے چہروں پر تھکان کے آثار صاف ظاہر تھے، لیکن شوق تھا کہ قدم رکتے نہ تھے، محبت تھی کہ دل تھمتا نہیں تھا! اس کے بعد سبھی اسکالرز نے نماز مغرب ادا کی اور پھر استاد محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل ازہری و محمد مصطفی صاحبان نے سبھی اسکالرز کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور کچھ ناصحانہ کلمات سے جذبہ دین کو مہمیز لگی اور شوق وفا کو پرواز ملی اور ساتھ ہی ساتھ مدینۃ الاولیاء خلد آباد شریف کے کچھ حالات سے ہم سبھی کو آگاہ فرمایا اور پھر اصل مقصد جس کے لیے ہم لوگ آئے ہوئے تھے (زیارت پیرہن مبارک شریف اور اس کی خدمت) اس کے بارے میں کچھ اہم نکات ارشاد فرمائے، اس کے بعد اسکالرز کو دو گروپ میں بانٹ دیا، تاکہ ایک گروہ جب شکستہ پا ہو جائے تو دوسرا تازہ دم گروہ آگے بڑھ کے اسے تھام لے، اور یہ کچھ دیر آرام کرلے، حالانکہ دل کو آرام تو انہیں سے ہے، آنکھوں کی ٹھنڈک تو انہیں کے ذکر سے ملتی ہے، پر "لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا"

اتنے میں عشاء کا وقت ہوا اور ہم سبھی نے نماز ادا کی، پھر کھانا تناول کرنے کے بعد استاذ محترم کی انہیں نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے ماتریدی اسکالرز کا ایک گروہ اس احاطے میں پہنچا جہاں پر زائرینِ پیرہن مبارک کا ایک جم غفیر تھا جس میں مسلم بھی تھے اور غیر مسلم بھی اور تعجب تو اس بات پر تھا کہ وہاں پر کچھ لوگ وہ بھی آئے ہوئے تھے جو ان تبرکات سے برکت لینے کو شرک وبدعت بتاتے ہیں، لیکن پھر میں نے کہا:
"ایک میرا ہی رحمت میں دعوا نہیں"
اس احاطے میں یہ گروہ پہنچ کر مختلف جگہوں پر پھیل گیا اور باہر سے تشریف لائے ہوئے زائرین کرام کو وسیلہ مانگنے کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھاتے اور درود شریف، نعت شریف، پیرہن مبارک اور اعمال خیر کی فضیلت بیان کرتے اور درود شریف وغیرہ پڑھنے کی تلقین بھی کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جب دل مچلتا تو جس جگہ پیراہن مبارک رکھا ہوا تھا، وہاں جاکر اس مبارک پیراہن پر آنکھوں کا بوسہ دے آتے!
کچھ اسکالرز مائک پر بھی جاکر درود وسلام کا ورد کرتے اور خوشبو وغیرہ لوگوں کے مابین تقسیم کرتے تاکہ ان کے مابین محبت میں اور اضافہ ہو اور انہیں کچھ نصیحت و تنبیہ کرتے اور زائرین کرام میں سے اگر کسی کے ہاتھ یا گلے میں خلاف شرع چیز (لوہے، تانبے یا پیتل) کی انگوٹھی، کڑا، مالا یا ایک سے زائد انگوٹھی وغیرہ دیکھتے تو انہیں آہستہ سے نرمی و پیار بھرے لہجے میں سمجھاتے (دادا، بابو، چاچا) یہ سب نہیں پہننا چاہئے ، حضور ناراض ہوتے ہیں، آج حضور کا یوم ولادت ہے آج تو انہیں خوش کرنا چاہیے اور آپ ہیں کہ انہیں کو ناراض کررہے ہیں!! ان سب باتوں کا ان پر بہت اچھا اثر ہوتا اور بہت سے لوگوں نے تو فورا اساتذہ واسکالرز کی باتوں سے متاثر ہو کر ان کی باتیں قبول کیں اور خلاف شرع چیزیں جو استعمال کررہے تھے انہیں اپنے سے دور کیا اور توبہ بھی کی۔ کچھ زائرین کرام نے حضرت مولانا محمد اسماعیل ازہری صاحب کی نصیحت سماعت کرنے کے بعد یہ بھی عہد لیا کہ ان شاء اللہ آج کے بعد سے خلاف شرع چیز کے استعمال سے پرہیز کروں گا اور نماز کی بھی پابندی کروں گا۔ دیر رات تک پہلا گروپ اپنی ذمہ داری کو بہترین انداز میں پائے تکمیل کو پہنچانے کے بعد آرام کرنے کے لئے اپنی قیام گاہ پر پہنچا چنانچہ اس کے بعد فورا دوسرا گروپ اسی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے اسی مقام پر پہنچ گیا اور اسی انداز میں اپنے فرض منصبی کو فجر تک نبھاتا رہا۔ جب اذانِ فجر ان کی سماعت سے ٹکرائی تو وہ مسجد کی طرف روانہ ہو گئے اور باجماعت نماز فجر ادا کی۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد دیر رات تک جگنے کی وجہ سے آرام کرنے لگے۔ بعدۂ نیند سے بیدار ہونے کے بعد مختصر ناشتہ کیا پھر یہ ماتریدی قافلہ اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا اور پھر زائرین کے مابین اسی انداز میں درود و سلام اور فضائل و آدابِ پیرہن مبارک وغیرہ نماز جمعہ تک بیان کرتے رہے چنانچہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے پھر یہ قافلہ مسجد کی طرف روانہ ہو گیا اور اطمینان وسکون کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔

نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دعوت اسلامی کے تحت چلنے والی تنظیم غریب نواز ریلیف فاؤنڈیشن G.N.R.F کے علماء کرام کی ایک گروہ سے ملاقات ہوئی چنانچہ انہوں نے ماتریدی اسکالرز سے نہایت ہی عاجزی و انکساری کے ساتھ مصافحہ و معانقہ اور مہمان نوازی کی اور کچھ علمی تاثر لیے جو کہ ماتریدی اسکالرز کے تاثر سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور انہوں نے بہت ساری دعائیں دیں اور بلا ساختہ یہ جملہ فرمایا کہ ہمیں آپ ہی جیسے بہترین علماء کرام کی ضرورت تھی جو کہ وقت کے چیلنجز کا جواب دے سکیں اگر ہماری کسی بھی طریقے سے مدد کی ضرورت ہو تو آپ مجھے ایک مرتبہ ضرور آگاہ فرمائیں حتی الامکان اپنی حیثیت کے مطابق ہم لوگ آپ کے قدم سے قدم ملا کر چلنے کی بھرپور کوشش کریں گے چنانچہ بانیِ دعوتِ اسلامی ابوبلال مولانا الیاس عطار قادری صاحب نے ایک اہم شعبہ قائم کیا ہے "رابطہ بالعلماء والمشائخ" جس کا مقصد ہی ہے کہ اچھے اچھے علماء و فضلاء کرام سے رابطہ کر کے ان کی حیثیت کے مطابق ان سے دین کی خدمت لینا تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور پیغام مصطفوی ﷺ پوری دنیا میں عام ہو۔ چنانچہ اس تنظیم کے علماء وفضلائے کرام کی حوصلہ افزائی و دل جوئی کے لیے حضرت مولانا محمد اسماعیل ازہری صاحب نے بھی کچھ اہم کلمات بیان فرمائے انہوں نے کہا کہ بانی دعوت اسلامی نے اپنی شخصیت سازی یا اپنی پراپرٹی اکٹھا کرنے کے لیے تنظیم نہیں بنائی بلکہ دین مصطفی ﷺ کے پیغام کی نشرواشاعت کے لیے یہ تنظیم بنائی یہ تنظیم کسی فرد واحد کی تنظیم نہیں ہے بلکہ یہ اہل سنت کی ایک مضبوط تنظیم ہے جو کثیر ممالک میں خدمات انجام دے رہی ہے! ازہری صاحب نے اپنے ناصحانہ کلمات کو پیش کرنے کے بعد اہل سنت و علمائے اہلسنت کی فلاح و بہبود کے لیے دعا فرمائی دعا کے بعد G.N.RF کے علماء وفضلاء کرام سے مصافحہ و معانقہ کا سلسلہ جاری ہوا اور (تَهَادَوْا تَحَابُّوا) پر عمل کرتے ہوئے G.N.R.F کے علماء و فضلاء کرام نے تحفے کی شکل میں سبھی اساتذہ واسکالرز کی خدمت میں کتابیں پیش کیں پھر یہ قافلہ کھانا تناول کرنے کے بعد اپنے مشن کو اور آگے بڑھانے کے لیے تعلیمات مصطفوی ﷺ کو عام کرنے کے لیے انہیں سابقہ روایت کی پیروی کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں پر سب لوگ پھیل گئے اور اسی انداز میں لوگوں کو نصیحتیں کرنے لگے اور درود و سلام وغیرہ کی تلقین بھی کرتے رہے چنانچہ ایک متعین وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا اور اولیاء کرام کے فیوض و برکات کو لوٹتے ہوئے پھر نمازِ عصر کی ادائیگی کے لیے یہ ماتریدی قافلہ مسجد کی طرف روانہ ہوا اور نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد اساتذۂ کرام کے باہمی مشورے سے انسٹی ٹیوٹ کی طرف روانگی کے لیے رختِ سفر باندھ لیا طویل سفر طے کرنے کے بعد یہ قافلہ بحمدِہ تعالی صحت وسلامتی کے ساتھ اپنے انسٹی ٹیوٹ پہنچ گیا۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سبھی اسکالروں کے ذریعے اسی طرح دین کی سربلندی و سرفرازی عطا فرمائے اور سبھی لوگوں کو خلوص وللہیت کے ساتھ دین متین کی خدمت کرنے کا صحیح جذبہ عطا فرمائے اور علمائے اہلِ سنت و خیر خواہوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

از: حشمت اللہ ماتریدی علیمی
امام ماتریدی انسٹی ٹیوٹ مالیگاؤں